باسمہ سبحانہٗ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۱

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت

سرکار حجۃ الاسلام علامہ حائری مجتہد پنجاب

مد ظلہم العالی

مدیر

حکیم شیخ بہادر حسین

دارالاشاعت دفتر الحافظ موچی دروازہ لاہور

نقشہ اوقات سحر و افطار صوم ۱۳۴۴ھ

مصدقہ اعلیحضرت حضور حجۃ الاسلام ظہیر الملت والدین سرکار علامہ حائری مجتہد پنجاب لاہور مدظلہم

تاریخ ماہ صیام	وقت انتہائی سحر گھنٹہ	وقت انتہائی سحر منٹ	وقت افطار صوم گھنٹہ	وقت افطار صوم منٹ
۱	۴	۰۰	۶	۴۵
۲	۴	۰۰	۶	۴۵
۳	۴	۱	۶	۴۶
۴	۴	۱	۶	۴۶
۵	۴	۲	۶	۴۷
۶	۴	۲	۶	۴۷
۷	۴	۳	۶	۴۸
۸	۴	۳	۶	۴۸
۹	۴	۴	۶	۴۹
۱۰	۴	۴	۶	۴۹
۱۱	۴	۵	۶	۵۰
۱۲	۴	۵	۶	۵۰
۱۳	۴	۶	۶	۵۱
۱۴	۴	۶	۶	۵۱
۱۵	۴	۷	۶	۵۲
۱۶	۴	۷	۶	۵۲
۱۷	۴	۸	۶	۵۳
۱۸	۴	۸	۶	۵۳
۱۹	۴	۹	۶	۵۴
۲۰	۴	۹	۶	۵۴
۲۱	۴	۱۰	۶	۵۵
۲۲	۴	۱۰	۶	۵۵
۲۳	۴	۱۱	۶	۵۶
۲۴	۴	۱۱	۶	۵۶
۲۵	۴	۱۲	۶	۵۷
۲۶	۴	۱۲	۶	۵۷
۲۷	۴	۱۳	۶	۵۸
۲۸	۴	۱۳	۶	۵۸
۲۹	۴	۱۴	۶	۵۹
۳۰	۴	۱۴	۶	۵۹

دعائے وقت رویت ماہ رمضان

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِي خَلَقَنِي وَخَلَقَكَ وَقَدَّرَ مَنَازِلَكَ وَجَعَلَكَ مَوَاقِيتَ لِلنَّاسِ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَينَا اِهلَالًا مُبَارَكًا اَللّٰهُمَّ اَدخِلهُ عَلَينَا بِالسَّلَامَةِ وَالاِسلَامِ وَاليَقِينِ وَالاِيمَانِ وَالبِرِّ وَالتَّقوٰى وَالتَّوفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرضٰى۔

ماہ رمضان میں بعد ہر نماز یہ دعا پڑھے

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا غَفُورُ يَا رَحِيمُ اَنتَ الرَّبُّ العَظِيمُ الَّذِي لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ وَهٰذَا شَهرٌ عَظَّمتَهُ وَكَرَّمتَهُ وَشَرَّفتَهُ وَفَضَّلتَهُ عَلَى الشُّهُورِ وَهُوَ الشَّهرُ الَّذِي فَرَضتَ صِيَامَهُ عَلَيَّ وَهُوَ شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِي اَنزَلتَ فِيهِ القُرآنَ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الهُدٰى وَالفُرقَانِ وَجَعَلتَ فِيهِ لَيلَةَ القَدرِ وَجَعَلتَهَا خَيرًا مِن اَلفِ شَهرٍ۔ فَيَا ذَا المَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيكَ مُنَّ عَلَيَّ بِفِكَاكِ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ فِيمَن تَمُنُّ عَلَيهِ وَاَدخِلنِي الجَنَّةَ بِرَحمَتِكَ يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

دعائے وقت افطار

يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ اَنتَ اِلٰهِي لَا اِلٰهَ لِي غَيرُكَ اِغفِر لِيَ الذَّنبَ العَظِيمَ اِنَّهُ لَا يَغفِرُ الذَّنبَ العَظِيمَ اِلَّا العَظِيمُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمتُ وَعَلٰى رِزقِكَ اَفطَرتُ وَعَلَيكَ تَوَكَّلتُ۔

سحر کھانے سے پہلے اور بعد سورۂ قدر کا پڑھنا ثواب عظیم رکھتا ہے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ اِنَّا اَنزَلنَاهُ فِي لَيلَةِ القَدرِ ۝ وَمَا اَدرَاكَ مَا لَيلَةُ القَدرِ ۝ لَيلَةُ القَدرِ خَيرٌ مِن اَلفِ شَهرٍ ۝ تَنَزَّلُ المَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِاِذنِ رَبِّهِم مِن كُلِّ اَمرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطلَعِ الفَجرِ ۝

 معلوم نہیں کہ ہمارے الحافظ نے کیا قصور کیا ہے۔ جو یہ البلا

(نوروز نمبر)

الحافظ

قیمت سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ | قیمت فی پرچہ چار آنے

جلد دوم | بابت ماہ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ | نمبر ۲ و ۳

باب الفتاوی

سوال ۔ مسمات زینب زوجہ عبداللہ بیوہ ہوئی۔ زینب نے زید سے نکاح کیا۔ جب نکاح ہو چکا تو بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی عدہ کے ۱۵ یوم باقی ہیں۔ دونوں نے ایکدوسرے سے اجتناب کیا۔ جب عدہ پورا ہوگیا تب نکاح بطریق شیعہ کیا گیا۔ یہ نکاح ان کا صحیح ہے یا نہیں۔ آیا یہ عورت اس مرد پر حرام ہے یا حلال۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ صورت مرقومہ میں سائل نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ بعد از نکاح دخول واقع ہوا یا نہیں۔ بہرحال اگر بعد از نکاح دخول واقع ہوا ہے خواہ عالم مسئلہ تھا یا جاہل تو نکاح باطل ہے۔ اور آپس میں یہ دونوں مرد عورت حرام ابدی ہیں۔ اگر بعد از نکاح دخول واقع نہیں ہوا۔ لیکن حالت عدہ میں حرمت نکاح کا علم حاصل تھا۔ تب بھی یہ نکاح باطل اور ایکدوسرے پر یہ دونوں حرام ابدی ہونگے۔ اگر حالت عدہ میں حرمت نکاح سے جاہل ہونیکی حالت میں نکاح کیا گیا ہے۔ لیکن دخول واقع نہیں ہوا۔ تب بھی یہ نکاح باطل ہے اور اس بیوہ پر واجب ہے کہ باقی ایام عدہ کو پورا کرے۔ اس کے بعد اگر چاہیں تو آپس میں نکاح کر سکتے ہیں اگرچہ اس تیسری صورت میں بھی ترک احوط ہے۔

اگر ناکحین میں سے ایک تو اس نکاح کی حرمت سے واقف اور دوسرا جاہل تھا۔ تب بھی یہ نکاح باطل و ان کا نکاح آپس میں نکاح ناجائز ہے۔ وھو العالم

سوال ۔ ہمارے ہاں صوبہ دکن میں ایسی ایک جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جو بغیر استثناء سرامر میں حضرات آئمہ معصومین کو خاتم المرسلین صلعم سے مساوی سمجھتی ہے۔ اسلئے یہاں مذہب حق میں دو فریق ایکدوسرے سے متفق ہو رہے ہیں۔ واضح ارشاد فرمائیں کہ اسکے متعلق صحیح عقیدہ کیا ہونا چاہیئے۔ جماعت مومنین حضور کے حکم کی منتظر ہے فیصلہ حکم اللہ تعالیٰ

الجواب حقیقت الامر یہ ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ وسلم کیلئے بعض ایسی خصوصیتیں ہیں جو نہ تو کسی فرشتہ میں ہیں نہ انبیاء سلف میں اور نہ آئمہ اہلبیت معصومین علیہم السلام میں۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام اگرچہ انبیاء سلف سے افضل ہیں مگر پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام سے قطعاً افضل نہیں ہیں۔ ہاں نبوت رسالت خاتمیت اور خصائص مخصوصہ حضور نبویہ علیہ و آلہ التحیۃ کے سواء ذات و صفات و کمالات و عصمت و طہارت و علم و نور وغیرہ تمام امور میں حضرات آئمہ طاہرین حضور خاتم النبیین کیساتھ یقیناً مساوی ہیں وھو العالم ✦ نمقہ خادم الشریعۃ المطہرۃ۔ **علی الحائری**

شذرات

شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور کی تبلیغی جدّ و جہد اور اس کا اثر

باری تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ سوسائٹی مذکور اشاعت مذہب حقہ میں ہمہ وقت مشغول ہے۔ اور نہایت کوشش و مستعدی سے اپنے فرض کو ادا کر رہی ہے۔ سلسلہ مواعظ ہیں ماہِ رجب کی ستائیسویں شب کی مجلس وعظ بھی اپنی نوعیت میں نرالی تھی۔ جناب سُلطان الواعظین افتخار المحدثین قبلہ و کعبہ مولانا مولوی السید محسن علی شاہ صاحب سبزواری مدظلہ العالی نے جن کی ذات بابرکات بھی ہم لوگوں کیلئے نعمت خداوندی اور عطیۂ ایزدی ہے سر پر آرائے منبر ہو کر آیہ وافی ہدایہ سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ الخ کو عنوان فرمایا۔ اور اس کے تفسیری نکات کو بیان فرما کر دلائل و براہین سے ازالۂ اشتباہ کر کے معراج جسمانی کو ثابت فرمایا۔ جس کے سُننے سے ہر ایک موافق و مخالف متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جناب ممدوح کی فصیح البیانی و طلیق اللسانی مشہور اور مقبول خلائق ہے۔ اس لئے وقت سے پہلے ہی احباب تشریف لے آئے۔ اور بروز چہارشنبہ مورخہ ۱۰ فروری مطابق ۲۶ رجب المرجب شام کے ۸½ بجے یہ علمی مجلس شروع ہو کر ۱۲ بجے شب دعاء پر ختم ہوئی۔ حضور قبلہ نے جن جن رموز و اسرار کو بیان فرمایا وہ مضمون بہت اضافہ کیساتھ الحافظ نمبر ۱۱ بابت ماہ جنوری اور نمبر ۱۲ بابت ماہ فروری میں ہدیہ ناظرین ہو رہا ہے۔ جناب سید ولایت علی شاہ صاحب زادمجدہٗ متولی امام باڑہ کا امام باڑہ کو آراستہ کرنیمیں وہی خلوص تھا۔ وہی ہمدردی اور مہربانی تھی جیسا کہ ہم الحافظ نمبر ۱۱ میں تحریر کر چکے ہیں۔ اب سوسائٹی کی طرف سے ۱۵ شعبان کو ولادت حضرت حجۃؑ کی تقریب میں وعظ ہوگا۔ جس کی کیفیت رسالہ نمبر ۲ میں عرض کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

ایک چِٹھی کا اندراج

ہمدرد قوم گرامیقدر جناب شیخ صاحب زادمجدہٗ

بہ ہزار تحفہ سلام و علیکم و علیٰ من لدیکم و یا علیؑ مدد واضح باد۔ آپکی بالتکرار محبت آمیز ہمدردانہ پُکار نے خفتگان قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی کوشش سے نہ ہی صرف قوم قوم غفلت سے چونک اٹھی بلکہ اکثر طالبانِ حق نے بھی جذبۂ تحقیق میں مجذوب بن کر جہالت کے پردے دُور کرنیکے واسطے طلب علم میں گامزنی شروع کر دی۔

بندہ سید محب علی کربلائی متوطن حاجی پور خریدار ۸۰۵ رسالہ الحافظ

راقم
حکیم شیخ بہادر حسین سیکرٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی
لاہور

ہمارے محترم رفیق کی انگلستان سے واپسی

ہم اپنی مسرت کے لحاظ سے ۲۱ فروری ۱۹۲۶ء کے روز کو عید سے کسی طرح بھی کم نہیں خیال کرتے۔ ہمارے کرم فرماء مہربان بھائی آغا فرخ حسینؑ صاحب دام عزہ انگلستان سے بیرسٹری کا تمغہ حاصل کر کے اڑہائی سال کے عرصہ کے بعد بروز اتوار صبح ۸ بجکر کچھ منٹ اوپر بمبئی میل میں بعافیت تمام وارد لاہور ہوئے۔ ریلوے سٹیشن لاہور پر جس تپاک اور جوش سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اُس کے انضباط کیلئے بوجہ قلت وقت اور کثرت مشاغل معذور ہیں۔ بہرحال ریلوے سٹیشن پر ہم دیکھ رہے تھے کہ صبح سات سے پورے آٹھ بجے تک حکام‥ مجسٹریٹ۔ ڈپٹی انسپکٹر۔ انسپکٹر۔ سب انسپکٹر صاحبان بیرسٹر۔ وکلاء۔ رؤساء۔ امراء ہندو۔ سکھ۔ عیسائی مسلمان غرضیکہ ہر طبقہ کا فرد بلالحاظ مذہب وملت پھولوں کی ڈالیاں۔ نقرئی وطلائی ہار ہاتھوں میں لئے ہوئے جمع ہو گئے اور سب نے آپ سے ملاقات کر کے اپنی محبت قلبی اور دلی عقیدت کا سچا ثبوت پیش کیا۔ آپ اس بزرگوار کے نونہال ہیں۔ جس نے اپنی تمام عمر کو خدمت دین اسلام اور بہبودی قوم میں آج تک وقف کیا ہوا ہے۔ اسکے مقابلہ میں لاہور کی جملہ پبلک کو یہی مناسب تھا۔ آپکی تشریف آوری کے موقعہ پر آپ کی گذرگاہوں کو جھنڈیوں وغیرہ سے خوب سجایا گیا۔ محلہ شیعیان اور اسکے بالمقابل بڑے بازار کی زینت داد لئے بغیر نہ رہ سکی۔ امام بارہ سید تھے شاہ صاحب میں جو پہلے سے آراستہ کیا گیا تھا۔ وہاں سینکڑوں کی تعداد میں پبلک جمع ہو گئی۔ تقریریں ہوئیں۔ قطعات پڑھے گئے۔ جناب مستغنی عن الالقاب مولوی محمد فضل الدین صاحب وکیل سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور کی خدمتمیں مبارکبادی کے تہنیت نامے پیش کئے گئے۔ اسکے بعد جناب مولنا ممدوح اور مسٹر فرخ حسین صاحب نے پُرزور تقریر میں حکام‥ و جملہ پبلک لاہور کا شکریہ ادا کیا اور ۱۲ بجے دن یہ جلسہ زبردست ٹی پارٹی پر ختم ہوا۔ ہم اپنے عنایت فرما دوست مسٹر فرخ حسینؑ صاحب بیرسٹر کی خدمتمیں گذارش کرتے ہیں کہ وہ براہ مہربانی دینی وقومی خدمت کی انجام دہی کیلئے اپنے پیارے باپ کے نقش قدم پر چلیں اور خود بھی احکام شرعیہ وامور دینیہ کے پابند ہو کر الولد سر لابیہ کی زرین مثال کا آپنے آپ کو ایک سچا نمونہ بنائیں۔

(مدیر)

فلسفۂ صیام

(از صدر الشریعۃ حجۃ الاسلام سرکار علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر والزمان)

قولہ تعالیٰ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ یعنی پس جو شخص کہ تم میں سے ماہِ رمضان کا چاند دیکھے یا جو تم میں سے حاضر ہو یعنی مسافر نہ ہو وہ روزہ رکھے۔ کیونکہ بالشرائط مسافر پر روزہ واجب نہیں ہے۔ غور فرمائیں کہ حقیقت میں روزہ ترک شہوات طبیعیہ ہے۔ کھانا۔ پینا۔ جماع کرنا وغیرہ اشیاء سے بحالت روزہ پرہیز کرنا واجب ہے۔ فی الواقع صفات خدائیتعالیٰ بھی یہی ہیں۔ معلوم ہو کہ طبیعت حیوانیہ انسانیہ جملہ شہوات نفسانیہ کی مستلزم ہے۔ کہ بغیر اکل وشرب وجماع کے تعیش بنی آدم اور نظام وبقاء نوع عادۃً محال ہے۔ اس لئے فلسفۂ قرآنی مقتضی ہے کہ اشرف نوع حیوان کو صفات بہیمیہ سے روکے اور لظاہر متخلق باخلاق اللہ بنائے۔ جس سے وہ مناصب عالیہ ومدارج رفیعہ کا مستحق ہو جائے۔

حدیث قدسی میں ہے۔ الصوم لی وانا اجزی علیہ بات یہ ہے کہ ہر عبادت کو کسی نہ کسی خاص نوعیت سے مشرکوں نے اپنے خداؤں کے لئے بجالایا ہے۔ اس لئے حدیث قدسی کے یوں معنے ہوئے۔ الصوم لي اي من مخصوصاتي وانا بنفسي اجزي به وعليه ولا اكله الى ملك مقرب کہ روزہ میرے ہی لئے مخصوص عبادت ہے۔ اس لئے میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ کسی مقرب فرشتہ کو بھی اس کی جزاء نہیں سونپتا۔

غرض جب انسان صفت حقیقی صوم سے موصوف ہوجاتا ہے۔ تو گویا وہ صفات الٰہیہ و اخلاق ربوبیہ متصف ہوجاتا ہے۔ اس وصول قرب کی وجہ سے اس میں ایک حد تک صفات فعالیت حاصل ہوجاتی ہیں۔ انا اجزی بہ اسی درجہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ روزہ ایک اتنی بڑی عبادت ہے جسکی جزاء فوق الجنۃ ہے۔ حدیث نبوی میں بھی اسی لئے وارد ہوا ہے۔ العبودیۃ جوہرۃ کنہہا الربوبیۃ پس جبکہ عبد مقام عبودیت میں درجۂ کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ تو لازماً اسمیں صفات ربوبیت حادث ہوجاتی ہیں۔ اور ایسے بزرگوا عین اللہ۔ اذان اللہ۔ لسان اللہ۔ ید اللہ۔ وجہ اللہ وغیرہ خطابات مجازیہ سے مخاطب ہوتے ہیں۔

وہ عرب جو جاہلیت میں سب سے زیادہ وحشی۔ بدپرہیز شکم پرور جنگجو۔ بدخو۔ بدمزاج عالم میں مشہور تھے۔ اور قواعد حفظان صحت سے بالکل جاہل۔ نہ انکو ہضم غذا کا امتیاز۔ نہ تداخل کا خوف خرما کی گٹھلیاں تک چبا جانیوالی قوم اشد کفراً و نفاقاً کی جسمانی اصلاح قرآن مجید نے مذہبی طور پر خصوصاً اس طرح کی کہ ان پر متواتر ایک مہینہ کے روزے سال میں واجب کردیئے گئے۔ تاکہ سال بھر کی بے اعتدالیوں سے جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں معدہ ان سے صاف ہو اور تنقیہ فضولات ہوجاوے۔ اس طرح جس قدر قوت بہیمیہ جسمانی ان سے گھٹتی گئی۔ اسی قدر روحانی قوت میں ترقی ہوتی گئی۔ اور رفتہ رفتہ تواضع و انکساری اور حلم و بردباری ان میں آنا شروع ہوگئی۔ صبر و استقلال کے وہ عادی ہوگئے۔ انجام بینی کا مادہ انمیں پیدا ہوگیا۔

اصل بات یہ ہے کہ کھانا پینا حیوانی خاصہ ہے۔ انسان جسقدر اس میں کمی کرسکے۔ اسی قدر اس کی روحانیت کے لئے زیادہ مفید ہے۔ جتنے بزرگان دین تھے۔ اگر ان کی حالت پر غور کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہوگا۔ وہ حضرات تقلیل غذا میں اسقدر مشاق تھے۔ کہ دنوں فاقہ رہتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام جس روز غیر صائم ہوتے اس روز بھی نان جویں پر اکتفا کرتے۔ اور جس روز صائم ہوتے اپنی افطاری اور قوت مسکینوں۔ یتیموں اور اسیروں کو دیدیتے۔ اور خود پانی سے افطار کرتے ؎

آدم اکل الحنطۃ واللہ نہی ؎ وعلی ترک الاکل لقصد القرب

یعنی آدم نے گندم کا دانہ کھایا حالانکہ خدا نے منع کیا تھا۔ لیکن علی علیہ السلام نے تقرب حاصل کرنے کے لئے کھانا کھانا ہی چھوڑ دیا۔ ان کی اہلبیت جناب سیدۃ حسنین علیہم السلام کا بھی حال یہی تھا جس پر نزول آیت و یطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً شاہد ہے۔

پس روزہ انسان کی روحانی ترقی اور تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔ کون شخص ہے جو کم کھانا۔ کم پینا شہوات نفسانی کی طرف کم توجہ کرنا خوبی کی بات نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اسمیں قوت بہیمیہ جس قدر کم ہوگی اسی

قدر قوت روحانی بڑھیگی ۔ پس یہ تزکیہ نفس ۔ اور اصلاح روحانیت ایک اعلیٰ ذریعہ ہے ۔ اس سے انسان کے قوائے غضبیہ اور شہوانیہ جو تمام فسادات اور معاصی کی جڑہیں دب جاتی ہیں ۔ اور روحانی قوت ترقی پکڑتی ہے ۔

روزہ ملکی صفات سے موصوف اور متخلق باخلاق اللہ ہونیکا سبب ہے ۔ خدا کے فرشتے کھاتے پیتے نہیں ۔ خدا بھی کھانے پینے سے مبرا ہے ۔ اس لئے انسان روزہ رکھنے سے محبوب خدا ہو جاتا ہے ۔ اور معرفت الٰہیہ کے انوار کامل طور پر اس کے قلب پر پرتو ڈالتے ہیں ۔

روزہ نفس کشی کے لئے اعلیٰ تعلیم ہے ۔ کیونکہ صائم نفس کیساتھ مقابلہ کرکے اس کو مغلوب کرتا ہے بڑے بڑے فلاسفر لکھتے ہیں ۔ کہ نفسانی خواہشات پر غلبہ حاصل کرنا بڑی بہادری ہے ۔ اور یہ روزہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ۔

روزہ ہمدردی سکھانے کے لئے سب سے عمدہ ذریعہ ہے ۔ کسی کی تکلیف و مصیبت کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے ۔ جو خود کسی تکلیف میں مبتلا رہا ہو ۔ کسی کی بھوک اور پیاس سے وہی شخص متاثر ہو سکتا ہے جو خود پیاسا اور بھوکا رہا ہو ۔ پس روزہ ہی ہمدردی سکھانے کے لئے اعلیٰ تعلیم ہے ۔

روزہ کفارۂ گناہان ہے ۔ عموماً تمام اہل ملل کے نزدیک صدمات و تکالیف گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے ۔ روزوں میں بھوک اور پیاس کی تکلیف اور صدمہ بلاشبہہ صائم کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ بکثرت اس پر حدیثیں شاہد ہیں ۔

روزہ گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے ۔ کیونکہ شرائط صحت روزہ یہ ہے ۔ کہ تمام اعضاء روزہ دار ہوں ۔ یعنی گناہ کے مرتکب نہ ہوں ۔ اس طرح روزہ رکھنے سے انسان معاصی کا ارتکاب نہیں کرتا ۔ اور گناہوں سے اجتناب کرنے کی اس میں قوت مانعہ پیدا ہو جاتی ہے ۔

روزہ حفظ صحت کا اعلیٰ ذریعہ ہے ۔ جملہ حذاق اطباء کا متفقہ قول ہے کہ تقلیل غذا انسان کے صحت کی بنیاد ہے اور روزہ سے یہ بات بوجہ احسن پوری ہو جاتی ہے ۔

غرض روزوں کی برکت اور روزے کے مہینے کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ تمام برکتوں سے بھرا ہوا قرآن اسی مبارک مہینے میں نازل ہوا ہے ۔ پس چونکہ ماہ مبارک کی آمد آمد ہے ۔ اس لئے جملہ مومنین کو اس خدا کے مہینہ کی حرمت کرنی چاہئے ۔ کہ یہ خود اس کے اپنی حرمت اور عزت کا باعث اور ذریعہ ہوگی ۔ اور اس کی حرمت کے یہ معنے ہیں ۔ کہ روزے رکھے جائیں ۔ ہر وقت عبادت اور دعا و نماز واجب و سنت اور نوافل میں منہمک رہے ۔ تلاوت کلام اللہ میں زیادہ وقت صرف کرے ۔ منہیات شرعیہ سے اجتناب کرے ۔ لہو و لعب و غیبت مومن سے پرہیز کرے ۔ کسی پر کذب و بہتان نہ کرے تو ایسا شخص مغفور ہے ۔

اعمال شب قدر

شب قدر سال بھر میں بہترین شب ہے۔ جس پر خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ شاہد اور گواہ ہے۔ یعنی اس ایک شب قدر کے اعمال اور عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اس لئے ہر مومن و مومنہ کو اس شب مبارک کی فضیلت حاصل کرنے میں سعی بلیغ کرنی چاہیئے۔

پیغمبر صلعم سے منقول ہے۔ کہ جو شخص شب قدر کو دو رکعت نماز بجالائے۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ حمد کے سات مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور نماز سے فراغت کے بعد ستر مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے۔ اپنی جگہ سے اُٹھے گا نہیں جب تک کہ خدا تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو مغفرت کرے گا اس شب قدر میں غسل کرنا سُنّتِ مؤکدہ ہے مستحب ہے اس شب میں کہ قرآن مجید کو ہاتھ میں لیکر کھولے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکِتَابِکَ الْمُنْزَلِ وَمَا فِیْہِ وَفِیْہِ اِسْمُکَ الْاَکْبَرُ وَاَسْمَائُکَ الْحُسْنٰی وَمَا یُخَافُ وَیُرْجٰی اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِنْ عُتَقَائِکَ مِنَ النَّارِ وَتَقْضِیَ حَوَائِجِیْ لِلدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کرے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ قرآن کو سر پر رکھکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَبِحَقِّ مَنْ اَرْسَلْتَہٗ بِہٖ وَبِحَقِّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مَدَحْتَہٗ فِیْہِ وَبِحَقِّکَ عَلَیْھِمْ فَلَا اَحَدَ اَعْرَفُ بِحَقِّکَ مِنْکَ۔ دس مرتبہ کہے بِکَ یَا اَللّٰہُ دس مرتبہ۔ بِمُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِعَلِیٍّ دس مرتبہ بِالْحَسَنِ دس مرتبہ بِالْحُسَیْنِ دس مرتبہ بِعَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ دس مرتبہ بِمُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیٍّ دس مرتبہ بِجَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِمُوْسَی ابْنِ جَعْفَرٍ دس مرتبہ بِعَلِیِّ ابْنِ مُوْسٰی دس مرتبہ بِمُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیٍّ دس مرتبہ بِعَلِیِّ ابْنِ مُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِالْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ دس مرتبہ بِالْحُجَّۃِ پس تمام مشروع حاجتیں خدا سے طلب کریں۔

شب قدر میں سو رکعتیں نماز کی پڑھنی سُنّت ہے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد ... حمد کے سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ بعض روایات میں سات۔ پانچ۔ تین۔ اور ایک مرتبہ بھی سورۂ قل پڑھنا وارد ہوا ہے۔

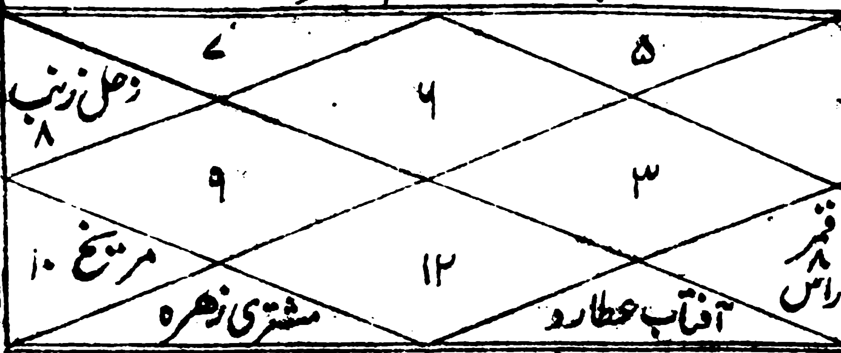
مدیر

تقویم نوروز عالم افروز ۱۹۲۶ء

مؤلفہ و مرتبہ جناب آقا السید محمد رضی صاحب رضوی ابن حضور حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ حائری دامت برکاتہم لاہور محلہ شیعاں

وقت تحویل ۶۶ ہم مرتبہ یہ دُعاء پڑھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا مُدَبِّرَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ یَا مُحَوِّلَ الْحَوْلِ وَالْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی اَحْسَنِ الْحَالِ۔ مُبَسْمِلًا وَ مُحَمِّدًا لا۔ مُصَلِّیًا وَ مُسَلِّمًا۔

زائچہ نوروز عالم افروز



وقت تحویل نوروز مختلف شہروں میں

نام شہر	گھ	منٹ	نام شہر	گھ	منٹ
لاہور	۵	۳۷	جھنگ	۵	۳۸
امرت سر	۵	۳۷	ملتان	۵	۳۸
بھٹنڈہ	۵	۳۸	سکھر	۵	۴۲
فیروزپور	۵	۳۸	ریاست خیرپور	۵	۴۲
قصور	۵	۳۸	منٹگمری	۵	۳۷
جالندھر	۵	۳۹	شاہپور	۵	۳۸
لدھیانہ	۵	۳۹	ہوشیارپور	۵	۳۹
انبالہ	۵	۳۹	سمرسٹہ	۵	۳۸
پٹیالہ	۵	۳۹	بہاولپور	۵	۳۸
گورداسپور	۵	۳۹	حیدرآباد سندھ	۵	۴۳
ڈلہوزی	۵	۴۰	کراچی بندر	۵	۴۵
کانگڑہ	۵	۴۰	لائلپور	۵	۳۷
شملہ	۵	۴۱	سانگلہ	۵	۳۷
گوجرانوالہ	۵	۳۷	کوئٹہ بلوچستان	۵	۴۳
وزیرآباد	۵	۳۸	کشمیر	۵	۴۴
سیالکوٹ	۵	۳۸	جموں	۵	۴۳
جہلم	۵	۳۹	نینی تال	۵	۴۲
پنڈدادنخان	۵	۳۹	بمبئی	۵	۴۶
چکوال	۵	۳۹	خوشاب	۵	۳۸
لالہ موسیٰ	۵	۴۰	کوہاٹ	۵	۴۴
گوجرخان	۵	۴۰	کورم	۵	۴۴
راولپنڈی	۵	۴۱	مظفرگڑھ	۵	۳۸
اٹک	۵	۴۱	میانوالی	۵	۳۹
جلالپور	۵	۴۲	ڈیرہ اسمٰعیلخان	۵	۳۹
حسن ابدال	۵	۴۲	ڈیرہ غازیخان	۵	۳۹
کوہ مری	۵	۴۲	جھنگ	۵	۳۸
ایبٹ آباد	۵	۴۲	دہرہ دون	۵	۳۹
گجرات	۵	۴۲	نورپور	۵	۳۹
پشاور	۵	۴۴	افزلفیہ	۵	۴۸
پٹھانکوٹ	۵	۴۰	لارکانہ	۵	۴۲
منصوری	۵	۴۲			

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ۔ صلوٰۃ متکاثرہ متواترہ مہر وسپہر رسالت اور ماہ برج امامت پر کہ ثریٰ سے ثریا تک اسی کے انوار تاباں سے تجلی گاہ طور کی طرح درخشاں ہے۔ اور اُسی کی خلافت حقہ سے دین اسلام بنص اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ خدا راضی ہے جو سب پر عیاں ہے اور محتاج بیان نہیں۔ اما بعد عید نوروز کی خوشخبری باد بہاری کے شائقین کے سمع میں پہنچاتا ہے۔ کہ یہ روز اور وقت نہایت سعید اور مبارک اس لئے سمجھا جاتا ہے۔ کہ دانندۂ عقل و ہنر بتندۂ نفع و ضرر۔ شاہِ عرب ماہِ نجف۔ بدر الدجیٰ۔ نور الہدیٰ نفس رسول مجتبیٰ۔ خورشید اوج ارتضیٰ یعنی علی مرتضیٰ روحی وارواح العالمین لہ الفداء وعلیہ التحیۃ والثناء کے انعقاد خلافت راشدہ حقہ اور ظاہری تخت نشینی کا بھی وہی

قمر در عقرب سنہ ۱۹۲۶ء
سنہ ۱۳۴۴ھ

جنوری - ۹ - ۱۰ - ۱۱ -
جمادی الثانی ۲۳ - ۲۴ - ۲۵
شنبہ - یکشنبہ - دوشنبہ

فروری - ۵ - ۶ - ۷
رجب المرجب - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳
جمعہ - شنبہ - یکشنبہ

مارچ - ۵ - ۶ - ۷
شعبان - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱
جمعہ - شنبہ - یکشنبہ -

اپریل - یکم - ۲ - ۳
رمضان - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹
پنجشنبہ - جمعہ - شنبہ

اپریل - ۲۹ - ۳۰ - مئی - یکم
شوال - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷
پنجشنبہ - جمعہ - شنبہ

مئی - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸
ذیقعدہ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵
چارشنبہ - پنجشنبہ - جمعہ

جون - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵
ذیحجہ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳
چارشنبہ - پنجشنبہ - جمعہ

جولائی - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲
محرم - ۹ - ۱۰ - ۱۱ -
سہ شنبہ - چارشنبہ - پنجشنبہ

اگست - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸
صفر - ۶ - ۷ - ۸
دوشنبہ - سہ شنبہ - چارشنبہ

ستمبر - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴
ربیع الاول - ۴ - ۵ - ۶
یکشنبہ - دوشنبہ - سہ شنبہ

اکتوبر - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ -
ربیع الثانی - ۲ - ۳ - ۴
پنجشنبہ - دوشنبہ - سہ شنبہ

نومبر - ۶ - ۷ - ۸
ربیع الثانی ۲۹ - ۳۰ - یکم جمادی الاول
شنبہ - یکشنبہ - دوشنبہ

مبارک روز اور وقت ہے۔ اس بناء پر یہ روز نوروز مخلصان رسول اور محبان زوج بتول کیلئے سال بھر کی تمام اعیاد سے بہترین عید و یوم سعید ہے۔ اس روز جسقدر خوشی کیجائے کم ہے پس خاکسار اس تقریب پر جملہ شیعیان حیدر کرار اور محبان ابرار کیخدمت میں نہایت خلوص کیساتھ تہنیت و تہیات زاکیات اور مبارکباد پیش کرتا ہے ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

پیارے ناظرین یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب ناظم و منتظم حقیقی کی نظام عالم میں آفتاب عالمتاب فلک ثوابت کا دورہ پورہ کرکے عین خط استوار کے مشرق میں برج حمل میں داخل ہوتا ہے تو اسوقت دن رات برابر ہو جاتے ہیں اور فصل ربیع کی ابتداء ہوتی ہے۔ اہل نجوم کے پاس بھی یہ وقت نہایت مبارک خیال کیا گیا ہے اور سال بھر کی تمام نیک و بد حالات جنکو خدا تعالیٰ نے نجوم کے اثرات میں ودایت رکھدیا ہے اسوقت کی رفتار کواکب سے سعادت اور نحوست کو استخراج کرتے ہیں۔ ان کیلئے یہ لازمی نہیں کہ وہ سب کے سب احکام بالکل صحیح اور درست ہی نکلیں کیونکہ یہ اختر شناس علم غیب تو رکھتے ہی نہیں آسمان کے ستارے انکی رفتار اور رفتار کے اثر سے اپنے تجربہ اپنی قابلیت اور اپنے قیاسی حساب کے موافق حکم لگاتے ہیں جو صحیح بھی ثابت ہوتے ہیں اور غلط بھی۔ اسلئے کسی حکم کی پیشینگوئی کے متعلق یہ قیاس کرلینا کہ ضروری پوری ہوکر رہیگی۔ یا اسکے خلاف عمل میں آہی نہیں سکتا ایک صریح غلطی اور خلاف شرع کا ارتکاب ہے۔

پس بفضل اللہ المتعال اس سال مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء بروز اتوار مطابق ۶ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ بوقت ۲۶ گھڑی ۳۲ پل بعد طلوع آفتاب وقت بلحاظ جیب گھڑی پانچ بجکر ۹ منٹ ۴۸ سیکنڈ بعد نصف النہار تحویل آفتاب برج حمل میں بنقطۂ اعتدال واقع ہوگا۔ بادشاہ سال آفتاب مالک فلک چہارم حاکم اقلیم خراسان ہے جو کہ چیتے پر سوار سرخ اطلس کا لباس زیب تن کئے سر پر یاقوت کی کلغی لگائے کندھے پر دوپٹہ برنگ سرخ اور پاپوش برنگ نارنجی پہنے ہاتھ میں گلاب سرخ کا پھول۔ خوراک میوہ انار سیب انگور مٹھائی برنگ سرخ لئے ہوئے ہے

اس سال گرمی زیادہ پڑے۔ بیماری کا زور ہو۔ امراض بخار محرقہ۔ سر درد فساد خون سے لوگ تنگ ہوں۔ بارش کم اور بعض جگہ زیادہ ہو۔ غلہ گراں طفلان خورد سال کو تکلیف۔ چارپایوں میں بیماری پھیلے۔ پہاڑی مقامات میں نقصان زہریلے جانور مثل سانپ۔ بچھو وغیرہ کی پیدائش کثرت سے ہو۔ میوہ جات بدمزہ کرم خوردہ اور کڑوے ہو جائیں۔ مرض چیچک سے نقصان ہوگا۔ آسمان سے سیارے زیادہ ٹوٹیں گے۔ آندھیاں بکثرت آئیں گی۔ وقت و بے وقت بادل آئیں گے اور بارشیں ہوتی رہیں گی کبھی مطلع گرد آلود رہے گا۔ لوگوں میں مذہبی بحث اور مذہبی چرچے زیادہ رہیں گے۔ مرگ مفاجات کے بھی بعض وارداتیں ہوتی رہیں گی۔ حشرات الارض سے فصلوں کو نقصان پہنچے۔ اہل قلم و علم عزت پائیں گے۔ ....

باہمی نفاق و منافرت طبقہ عوام میں زیادہ ہوگی۔ برطانیہ عظمےٰ کا اقبال واقتدار ترقی اور عروج پر رہے گا۔ جو بچے اوائل سال میں پیدا ہوں گے وہ بہادر اور خوبصورت ہوں گے۔ درمیانہ سال کے اطفال خوش مزاج اور آخر سال کے نیچے جاہل اور بے وقوف ہوں گے۔ معدنیات میں افراط و تفریط ہوگی۔ بے وقت موسم کی تبدیلی سے بعض جگہ نمونیا کی شکایت رہے گی۔ اور بعض جگہ گرانی غلہ کے آثار نمودار ہوں گے۔ ہمسایہ ممالک کے درمیان رابطۂ اتحاد بڑھانے کی طرف زیادہ توجہ اور کوشش ہوگی۔ واللہ العالم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قصیدہ مدحیہ در شان حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از نتیجہ فکر جناب سید فیروز حیدر صاحب لسبق ضلع آرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علیؑ کو حق کی جانب سے ملا منصب امامت کا ❊ علیؑ بعد از نبی بیشک ہے مولا جملہ خلقت کا
علیؑ کو زور حاصل تھا خدا کے دست قدرت کا ❊ نمونہ جنگ خیبر ہے علیؑ کے زور و قوت کا
خدا و مصطفےٰ نے لاقصد رتبے انہیں بخشے ❊ مقابل کون ہوگا خلق میں ان کی فضیلت کا
علیؑ اعلےٰ۔ علیؑ بالا۔ علیؑ والا۔ علیؑ مولا ❊ علیؑ آقا علیؑ دانا خدا کے دین و ملت کا
علیؑ کاتب علیؑ حاجب۔ علیؑ غالب علیؑ طالب ❊ علیؑ صائب علیؑ نائب محمدؐ کی رسالت کا
علیؑ فاتح۔ علیؑ ناصح۔ علیؑ راجح۔ علیؑ فاتح ❊ علیؑ صالح۔ علیؑ شارح رموز رب عزت کا
علیؑ واحد۔ علیؑ حامد۔ علیؑ عابد۔ علیؑ زاہد ❊ علیؑ ساجد علیؑ شاہد محمدؐ کی نبوت کا
علیؑ سرور۔ علیؑ رہبر۔ علیؑ حیدر۔ علیؑ صفدر ❊ علیؑ گوہر۔ علیؑ جوہر ہے اسرار مشیت کا
علیؑ صابر۔ علیؑ شاکر۔ علیؑ ماہر۔ علیؑ ناظر ❊ علیؑ ناصر علیؑ کاسر بتان شرک و بدعت کا
علیؑ لامع۔ علیؑ ساطع۔ علیؑ راجع۔ علیؑ طالع ❊ علیؑ راکع۔ علیؑ جامع کتاب رب عزت کا
علیؑ راقع۔ علیؑ شافع۔ علیؑ رافع۔ علیؑ نافع ❊ علیؑ سامع۔ علیؑ دافع ہر اک رنج و مصیبت کا
علیؑ عارف۔ علیؑ کاشف۔ علیؑ عاطف۔ علیؑ عاکف ❊ علیؑ منصف علیؑ واصف خدا کی ذات وحدت کا
علیؑ فائق۔ علیؑ لائق۔ علیؑ فالق۔ علیؑ صادق ❊ علیؑ رائق علیؑ شائق ہمیشہ حق کی رحمت کا
علیؑ فاضل۔ علیؑ کامل۔ علیؑ باسل۔ علیؑ بازل ❊ علیؑ عادل علیؑ فاعل امور خیر و برکت کا
علیؑ اعظم۔ علیؑ اکرم۔ علیؑ اعلم۔ علیؑ اقدم ❊ علیؑ ضیغم۔ علیؑ محرم خدا کے رمز و حکمت کا
علیؑ حاکم۔ علیؑ عالم۔ علیؑ راحم۔ علیؑ صائم ❊ علیؑ دائم۔ علیؑ قاسم ہے نار و باغ جنت کا
کسی میں بھی نہیں اوصاف کا ان کے اثر ذرہ ❊ نہ قوت کا نہ طاعت کا نہ بخشش کا نہ [illegible] کا
غرض یہ ہر صفت میں آپ ہی ٹھہرے نظیر اپنی ❊ نہیں دنیا میں انسان دوسرا اتنی [illegible]

لسیق اب بس کہ مدحِ حیدرِ صفدر ہے بے پایاں
علیؑ کی مدح ہے خوشنودیِ حق شاہِ ولایت کا۔

اللّٰھم صلی علیٰ محمد و آلِ محمد ؏

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوروز کیا ہے۔

(از قلم حکیم سید نہال حسین صاحب سینتھ پوری)

نوروز اُس روز کو کہتے ہیں کہ جسدن آفتاب کو خداوند کریم نے طلوع فرمایا ہے۔ یعنی دنیا میں آفتاب کو نکالا ہے۔ اور وہ سال بھر کے بعد جب دورہ کرکے اپنے اُسی مقام پر جہاں سے وہ پہلی پہل طلوع ہوا تھا پھر پہنچتا ہے تو وہی تحویلِ آفتاب ہے۔ اور وُہی روز نوروز قرار پایا ہے۔ یعنی سال کا پہلا دن ہے۔ اور یہی شمسی سال کہلاتا ہے۔ اسی طرح قمری سال ہوتا ہے۔ اور فصلی اور سمت بھی لہذا برسی سال کے دن کو نوروز یعنی سنِ نو ہر مذہب میں ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں دیکھو اہل ہنود کے یہاں لفظ سنیئو کسقدر مشہور اور معروف ہے۔ پس قمری حساب سے محرم کے مہینے میں عید ہوا کرتی تھی۔ لیکن جب سے جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو عید موقوف ہوگئی اور اُن کے ماننے والوں نے اس عید کو غم سے تبدیل کردیا۔ اور عزاداری امام حسینؑ کرنے لگے۔ اور جو اُن کو نہیں مانتے ہیں وہ اب تک عید کرتے ہیں۔ بلکہ پڑھے لکھے علماء ہر سال مضمون محرم کی بابت لکھا کرتے ہیں۔ اور اشتہار اور وعظ اس کی خوشی کے لئے ہوا کرتے ہیں۔ اور وہی لوگ بچے اور جہلاء کو سمجھایا کرتے ہیں۔ کہ یہ سال شمسی مجوس کا ہے۔ اور وہ آتش پرست ہیں اور یہ شیعہ اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ اعتراضات سنکر ہمارے مذہب والے بھی اُلجھن میں پڑجاتے ہیں۔ کہ اس دن کے منانے کی واقعی ضرورت کیا ہے۔ جبکہ ہم ہر کام کو قمری حساب سے کرتے ہیں۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ ہم قمری حساب سے بھی بعض کاموں کو کرتے ہیں۔ بعض کو شمسی حساب سے بھی کرتے ہیں۔ اور دونوں کے خواص اور فوائد کو جانتے ہیں۔ بلکہ ہر اچھی شے کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مذہب کی بُنیاد عقل پر ہے۔ اور ہم خدا اور رسُول اور راسخون فی العلم کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ہم راسخون میں سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ امام علیہ السلام اپنے ایک خاص صحابی کو مخاطب فرماکر فرماتے ہیں۔ کہ جنکا نام معلی ابن خنیس ہے۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ عجم تو اس روز کی تعظیم کرتے ہیں۔ تحفے اور ہدایہ ایکدوسرے کو بھیجتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی کہ یہ تعظیم اس روز کی نہیں ہے بلکہ امر قدیم کی تعظیم ہے۔ اور میں اُس کی تفسیر کرتا ہوں سمجھو اور سنو۔ عرض کیا معلےٰ نے کہ اے سید اور آقا میرے جاننا اس کا بہ برکت آنجناب محبوب تر ہے۔ مجھ کو اس سے کہ مُردے ہمارے زندہ ہوں اور دشمن ہمارے مرجائیں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ نوروز ایک روز ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس روز عہد و پیمان لیا ہے اُن کی ارواح سے بروز الست اُسکو اُسکی یکتائی کے ساتھ مانیں اور

اُس کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور نہ اُسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور ایمان لاویں۔ ہمارے پیغمبران اور رسُولان و اوصیاء برحق پر اور اماماں اور پیشوایان دین آئمہ معصومین علیہم السلام پر کیونکہ اسی روز آفتاب نے طلوع کیا ہے۔ اور ہوائیں چلی ہیں۔ اور راحت اور پھول پھل پیدا ہوئی ہیں۔ اسی روز زمین اور آسمان پیدا ہوئے ہیں۔ اسی روز کشتی حضرت نوح علی نبینا علیہ السلام کی بعد از طوفان کوہ جودی پر ٹھہری ہے۔ اسی روز حق تعالیٰ نے تیس ہزار آدمیوں کو زندہ کیا ہے۔ جو بوجہ موت طاعون بڑے بڑے آدمی شہر سے بھاگ جایا کرتے تھے اور وہ غربا جو اون رہجاتے۔ اور بڑے آدمی اُن پر ہنسا کرتے تھے۔ تب خداوند قہار کو یہ فعل اُن کا ناپسند ہوا۔ حق تعالیٰ نے عام ہوا خراب کردی کہ وہ سب لوگ جو بھاگ جایا کرتے تھے اُس میں مبتلا ہو کر مر گئے پس اُن کی ہڈیاں مدت تک پڑی رہیں۔ اتفاق سے حضرت حزقیل پیغمبر علیہ السلام کا گذر وہاں پر ہوا۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ہڈیوں کا ایک انبار لگا ہوا ہے۔ تو یہ ماجرا دیکھ کر خداوند کریم سے سوال کیا کہ خداوندا تو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اُن پر کہ اے حزقیل پانی چھڑکو ان ہڈیوں پر کہ جہاں جہاں وہ پڑی ہوئی ہیں۔ پس حضرت حزقیل نے ایسا ہی کیا۔ تب وہ سب بقدرت الٰہی زندہ ہو گئے۔ اس لئے یہ سُنّت ہو گیا ایک فعل نبی کا اہل حق کے لئے کہ پانی چھڑکیں اس روز ایکدوسرے پر اور غسل کریں۔ دیکھو قرآن مجید میں حق تعالیٰ اس فعل کے واسطے فرماتا ہے۔ آیہ مبارکہ میں اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۔ خدا کا حکم بھی ہے۔ اور سُنّت نبی بھی ہے۔ اب لیجئے اسی روز حضرت رسالتمآب پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اس روز حضرت مبعوث رسالت ہوئے ہیں۔ اسی روز جناب امیرؑ نے بحکم پیغمبر آخرالزمان بتوں کو خانہ کعبہ سے نکالا ہے۔ اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کافروں کے بتوں کو توڑا ہے۔ جس پر شیعہ اور سُنی دونوں متفق ہیں۔ اسی روز رسُول اللہ صلعم نے جناب امیر علیہ السلام کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ اس روز روزہ اور نماز کا حکم ہوا ہے۔ جو شمسی حساب سے ہے جیسا کہ خود خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ یعنی جب آفتاب غروب ہو جائے تب تم طرف رات کے روزہ کو تمام کرو۔ یعنی جب سے دن شروع ہوتا ہے۔ اُس وقت سے روزہ شروع ہوتا ہے۔ اور جب غروب ہو جاتا ہے تب رات کو اتمام ہوتا ہے۔ پھر نماز بھی شمسی حساب سے ہی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ یعنی خدا فرماتا ہے۔ کہ زوال آفتاب سے لیکر آدھی رات تک مقررہ نمازیں پڑھ لیا کرو۔ نمازیں بھی شمسی اور قمری دونوں حساب سے پانچوں وقتوں کی ہونگی۔ جیسا کہ آیہ بالا میں خداوند کریم نے بتا دیں۔ اور سب مسلمان اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن انکو خبر نہیں یہ نتیجہ اُس کا ہے کہ جن کے پاس قرآن تھا۔ اور ان سے نہیں لیا گیا۔ جس کی بابت سرور کائنات فرماتے ہیں کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہی اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں۔ یہ حدیث فریقین میں مانی ہوئی ہے۔ علیٌ مع القرآن و قرآن مع علیٍ یعنی علیؑ اور قرآن ایکدوسرے کا جز ہیں۔ پس نہ قرآن ان سے جدا ہے اور نہ یہ قرآن سے جدا ہیں۔

مطلب اس کا یہ ہوا کہ قرآن کے خلاف کوئی فعل ان کا نہیں ہے۔ نہ قرآن ان کے سوا کوئی سمجھتا ہے۔ لہٰذا خدا خود فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ دیکھو قرآن مجید کا علم سوائے مطہروں کے اور کسی سے چھوا بھی

جو بانیٔ محفل کا ہو الٰہی بچانا اُس کو نگاہ بد سے ۔ جو دشمن ان کے ہیں دلیں اُن کے حسد کے کانٹے کھٹکے ہیں
دُعا یہ احمر کی روز و شب ہے نجف میں مجھ کو بلالو مولا ؟
یہ منتظر ہیں تمام اعضاء نجف کے رستہ کو تک رہے ہیں

خلافت الٰہیہ و امامت قرآنیہ

ازافادات حضور حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار شریعت مدار علامہ حائری مجتہد پنجاب لاہور

نمبر گذشتہ سے پیوستہ

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ الحافظ نمبر (۱۱) بابت ماہ جنوری ۲۶ء

رہا یہ امر کہ اس آیت استخلاف کی پانچوں شرطیں یعنے (۱) اسلام (۲) ایمان (۳) عمل الصالحات (۴) تقرر خلافت مثل خلفاء سلف (۵) تمکین فی الدین اگر اجماعی خلافتوں میں موجود نہ تھیں تو کیا یہ تمام شرطیں ائمہ اثناعشر اہلبیت علیہم السلام میں موجود تھیں۔

سو یہ ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی مسلمان فرقہ انکار کر سکے۔ کیونکہ اسلامی روایات ناطق ہیں کہ یہ جملہ شرائط مکمل رنگ میں صرف آئمہ اہلبیت علیہم السلام ہی میں موجود تھے اور صرف انہیں آئمہ اہلبیت کا وجود ان شرائط کا صحیح مصداق تھا جنکو ہم انہیں کی معتمدہ کتب سے ذیل میں پیش کریں گے۔ حالانکہ وہ اپنے خلفاء کیلئے اپنی کتابوں سے بھی یہ پانچ شرطیں پیش نہیں کر سکتے۔

اسلام علیؑ - جناب امیر علیہ السلام نہ صرف مسلمان ہی تھے۔ بلکہ اول المسلمین یعنی جملہ صحابہ اقرابہ میں سب سے پہلے مسلمان تھے۔ دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۰۵ سطر ۲۳ باب تاسع فصل اول فی اسلامہ۔ کہ ابن عباس انس بن مالک۔ زید بن ارقم۔ اور سلمان فارسی اور جماعت صحابہ نے کہا اور اتفاق کیا ہے کہ انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع علیہ انتہیٰ بلفظہ۔ یعنی علی علیہ السلام ہی وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے سب سے اول اسلام اختیار کیا اور بعض نے تو یہاں تک نقل کر دیا ہے۔ کہ علیؑ کے اول المسلمین ہونے پر تمام صحابہ اور امت کا اجماع قایم ہو چکا ہے۔ انتہیٰ۔

اب بتاؤ اہلسنت کے ہاں جب اجماع ایک ناقابل تغیر حجت ہے۔ اور ان کے ہاں قال النبی صلعم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ اس کی شان ہے۔ تو کون ایسا شخص ہوگا جو علی علیہ السلام کے اول المسلمین ہونے سے اب انکار کر کے اجماع کی حجیت کو توڑ سکے۔ کیونکہ پھر اس اجماع کے توڑ دینے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت بھی جو محض اسی اجماع کی بنا پر قائم ہوئی تھی۔ باطل اور بیمعنے متصور ہو جائے۔

اور سنئے ابن قتیبہ کتاب المعارف میں معاذۃ العدویہ سے روایت کرتا ہے۔ قالت سمعت علیاً یقول علی المنبر بالبصرۃ انا صدیق الاکبر اسلمت قبل ان یسلم ابوبکر۔ ارجح المطالب جو تھا باب

مطبوعہ نولکشور لاہور صفحہ ۵۰ سطر ۱۴۔ یعنی معاذہ نے کہا کہ میں نے علی علیہ السلام کو منبر بصرہ پر فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ صدیق اکبر میں ہی ہوں (ابوبکر نہیں کیونکہ) میں ابوبکر سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

ہاں یاد رکھئے گا کہ یاروں نے اس کے مقابلہ میں ایک روایت گھڑلی ہے۔ جس میں اول المسلمین حضرت ابوبکر کو ظاہر کر کے اس معاملہ اجماعیہ کو بھی گڑبڑ میں ڈالنا چاہا۔ مگر خدا بھلا کرے اُن کے امام فخر الدین رازی کا جس نے کتاب اربعین میں اس وضعی روایت کے متعلق یہ صاف لکھدیا ہے۔ کہ والخبر الذی یتمسکون بہ فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق علی اسلام علیؑ فھو من باب الاحاد انتہی بلفظہ ارجح المطالب باب چوتھا مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۵۶ سطر ۱۲ یعنی جس روایت سے کہ لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر کا اسلام جناب علی مرتضیٰ کے اسلام سے پہلے اور سابق تھا وہ روایت احاد میں سے ہے۔ اور آحاد قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔

اور یوں تو علامہ ابن عبد البر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھا ہے۔ کہ سلمان۔ ابی ذر۔ مقداد اسود عمار یاسر۔ خباب۔ جابر۔ حذیفہ۔ ابو سعید۔ اور زید بن ارقم وغیرہ وغیرہ بکثرت اصحاب نے یہ روایت کی ہے۔ ان علی ابن ابی طالب اول من اسلم کہ صرف علی مرتضیٰ ہی نے سب سے پہلے اسلام اختیار کیا ہے۔

اسی بنا پر ابو حنیفہ صاحب کوفی کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ صرف علیؑ اول المسلمین ہیں۔ چنانچہ علامہ مذکور اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں قال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفہ الکان ابابکرا ولھم اسلاما قال لا انتہی بلفظہ یعنی سالم کہتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر پہلے اسلام لائے تھے۔ انہوں نے جواب میں کہا نہیں۔ ابن جریر طبری نے بھی اپنی تاریخ میں ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ربیعہ بن عبد الرحمن اور کلبی سے روایت کیا ہے کہ علیؑ اوّل من اسلم دیلمی نے سعد وقاص۔ ابی سعید۔ ام سلمہ۔ اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ سے روایت لکھی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا یا علی انت اوّل المسلمین اسلاماً کہ اے علیؑ تو ہی سب سے پہلا شخص ہے جو اسلام لایا ہے۔

غرض اس قسم کی احادیث صحیحہ متواترہ اہلسنت کی مسانید میں بکثرت موجود ہیں جن سے یہ قطعی ثابت ہے۔ کہ صرف ایک علی علیہ السلام ہی ایسی ہستی ہے۔ جو سب قرابت اور صحابہ میں پہلا مسلمان ہے۔ اور انہیں کی معتبرہ کتب سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ علی ہی ایک پکا مسلمان تھا جس نے ولادت سے آخر وفات تک ایک لحظہ (سیکنڈ) کیواسطے بھی کبھی کسی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء امام سیوطی مطبوعہ مستر... لاہور صفحہ ۱۶۶ سطر ۱۰ اور صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صفحہ ۷۲ جہاں حسن بن زید سے یہ روایت مرقوم ہے۔ قال لم یعبد الاوثان قط لصغرہ ومن ثم یقال فیہ کرم اللہ وجہہ انتہی بلفظہ یعنی تمام قرابہ اور صحابہ کرام میں صرف ایک علی علیہ السلام ہی ایسی ہستی تھی جس نے ہرگز ہرگز بچپنے میں بھی کبھی بُت کو نہیں پوجا۔ اور اسی سبب سے صرف علی ہی کے نام کیساتھ (جیسا کہ مشہور ہے) کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ (اور خلفاء ثلثہ کے نام کیساتھ نہیں کیونکہ وہ اسلام لانے سے پہلے اسی برسوں مبتلا رہے ہیں۔

کسقدر افسوس ہے کہ کاسر الصنم اوّل المسلمین علیؑ کو تو ان لوگوں نے اوّل الخلفاء تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

نہیں ہے۔ اس لئے بحکم خدا کوئی دوسرا تفسیر قرآن کی نہیں کر سکتا ہے۔ اور غیروں نے جو تفسیر کی وہ کھو گئے۔ اس لئے ہمارے مولا فرماتے ہیں۔ کہ اے علی اسی روز آئمہ دنیا میں رجعت فرمائیں گے۔ اسی روز قائم آل محمد دجال پر ظفریاب ہوں گے۔ اسی دن تمام نبیوں پر نبوتیں نازل ہوئی ہیں۔ آج ہی کے روز جناب سرور کائنات نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ اور آج ہی کے روز پر ظاہری خلافت بھی ہوئی۔

تبلیغ حق بلبی میں) مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء دفتر میں یہ خبر موصول ہوئی کہ جناب مولانا عرشی صاحب مدظلہ بنارسی کی دوران تقریر میں مسمی مختار احمد صاحب ولد مہدی حسین صاحب جو ضلع جونپور کے رہنے والے ہیں۔ کلمۂ حق سے متاثر ہو کر شیعہ ہوئے ہیں۔ فی الحمد للہ رب العالمین۔ خداوند کریم اپنے ناصرین حق کی طفیل ہمارے نو مومن کو ہمیشہ حق پر ثابت قدم رکھے۔ چشم بد دور۔ مولانا موصوف تبلیغ کا کام خوب کر رہے ہیں۔

شیعیان حیدر کرار) اپنے اپنے مقام پر نوروز عالم افروز کے جلسے منعقد کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ در شان ولادت باسعادت جناب امیر علیہ السلام

(از قلم نامہ رقم جناب سید سعادت حسین صاحب احمر رضوی سلدنوی)

گل امامت کی ہے یہ خوشبو تمام گلشن مہک رہے ہیں ٭ ولادت شیر کبریا سے چمن میں بلبل چہک رہے ہیں۔
نہال پہ غنچوں کے ذکر حیدر زباں غنچہ ہے مدح میں تر ٭ نسیم پھولی نہیں سماتی چمن کے سبزے لہک رہے ہیں۔
خدا کے گھر میں ہوا ہے پیدا وہ نور خالق زحس کی غوث ٭ زمین کعبہ کے ذرے ذرے بشان اختر چمک رہے ہیں۔
علی کا ہے رعب غالب ایسا بتوں کی آنکھیں گئی ہیں پتھرا ٭ ہے منہ پہ مہر خموشی چپاں علی کے ڈر سے سسک رہے ہیں
خدا کے گھر میں ہوا ہے پیدا تو بت شکن بھی ضرور ہوگا ٭ ہُبل سے عزیٰ یہ کہہ رہا ہے حرم کے سب بت کھسک رہے ہیں
مٹا چکا کفر کا یہ نقشہ زمین پہ گاڑے گا دین کا جھنڈا ٭ ابھی سے طبقہ فلک رہا ہے ستارے سارے چمک رہے ہیں
علی ہیں کشتیٔ دین کے لنگر علی کی آمد کا شور سن کر ٭ حباب دریا میں سر اٹھائے خضر بھی رستے کو تک رہے ہیں۔
جہد میں جیسا انہیں ہے ازدر ہی ہیں حیدر ہی ہیں صفدر ٭ ادھر زمانہ یہ کہہ رہا ہے ادھر کو اژدر پھڑک رہے ہیں۔
انہیں نے خیبر کا در اکھاڑا محیط عالم ہے شور اٹھا ٭ کہ دست شان خدا ہے اعلیٰ علی کے ڈر سے دبک رہے ہیں
علی ہیں خضر طریق جنت علی ہیں دین نبی کے رہبر ٭ جو پیرواں کا ہے بے راہ پر ہے مخالف ان کے بھٹک رہے ہیں

بتاؤ اب کون مسلمان ہے جو علیؑ کے ایمان اور رسول اسلام کے اس فرمان سے انکار کر سکے۔ اور نہیں تو کیا حضرت عمر کی روح سے بھی اس کو شرم دامنگیر نہ ہو گی جس نے پیغمبر اسلام کی زبان مبارک سے یہ کلمات سننے کی شہادت ادا کی ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ نفس علیؑ تو مجسم ایمان ہے جبھی تو پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے بموقع جنگ جناب علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے برز الایمان کلہ بمقابلۃ الکفر کلہ یعنی جب علی علیہ السلام شجاع یہودی کے مقابل لڑنے کو نکل پڑے تو پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اس وقت ایمان کل دعائے کفر کل کے مقابلہ میں نکل پڑا ہے۔

امام خوازمی نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں سے بقدر حاجت یہاں نقل کرتا ہوں۔ کہ علی علیہ السلام نے کہا کہ مجھ سے پیغمبر نے فرمایا لحمک لحمی ودمک دمی وان الحق علی لسانک وفی قلبک وبین عینیک والایمان مخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی انتہی بقدر الحاجۃ ارجح المطالب ص ۵۴۷ سطر ۴ یعنی اے علی تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ اور حق تیری زبان پر اور تیرے دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔

ترمذی ونسائی۔ وامام ہمدانی اور شیخ سلیمان حنفی وغیرہ جمہور آئمہ اہلسنت نے امتحان ایمان علیؑ کی حدیث ربعی بن فراش سے نقل کی ہے۔ کہ سہیل بن عمرو نے پیغمبر صلعم سے کہا خرج الیک ناس من آبائنا واخواننا وارقائنا لیس فیہم فقہ فی الدین فاردہم الینا فقال رسول اللہ صلعم یا معشر قریش لتنتہن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب اعناقکم علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان قالوا من ھو یا رسول اللہ قال ھو خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا انتہی بلفظہ ارجح المطالب ص ۵۴۸ سطر ۱۱ یہ حدیث کو بکثرت آئمہ اہلسنت نے نقل کیا ہے۔ یعنی سہیل نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ ہمارے آباء اور بھائی اور غلام جن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپکے پاس چلے آئے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے طرف واپس کر دیں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا۔ خدا نے اس کے **قلبی ایمان کا امتحان** کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ ایسا شخص کون ہے۔ فرمایا وہ جوتا سینے والا ہے۔ پیغمبر صلعم نے اپنا جوتا علی علیہ السلام کو سینے کے لئے دیا ہوا تھا۔ پس ایسا ممتحن بالایمان ہی سچا مومن کہلا سکتا ہے۔

کیونکہ قرآن نے سچے مومنوں کا وصف یوں بیان فرمایا ہے۔ انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون یعنی سچے مومن صرف وہی ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر انہیں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ اور وہ اپنے مال اور جان سے راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔

اب دیکھ لو؟ کہ صرف ایک علی علیہ السلام ہی آپ کو ایسا مومن ملیگا جس نے ایک مرتبہ بھی عمر بھر میں کبھی شک وشبہ نہیں کیا۔ اور ہمیشہ کہتے رہے۔ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا۔ اور انہوں نے کبھی کسی جہاد سے فرار نہیں کیا۔ اسی لئے تمام دنیا میں ہر مسلم وکافر شجاعت کے ہر کام میں نعرۂ علی بلند کرتے ہیں۔ لافتیٰ الا علی کا ورد کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر کے ایمان کو بھی اب پرکھ لو۔ کیا وہ اس آیت کا مصداق کسی طرح بھی ٹھہر سکتے ہیں۔ جبکہ ذرا ذرا

سی بات میں اُن کو شک فی النبوت ہوتا رہا ہے۔ دیکھو تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی۔ سورۂ فتح صفحہ ۸۴۳ سطر ۱۲-۱۳۔ قال عمر واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ انتہیٰ بلفظہ۔ یعنی حضرت عمر نے پیغمبر صلعم سے کہا خدا کی قسم جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آج جیسا شک میں نے کبھی نہیں کیا۔ امام ثعلبی نے بھی اپنے تفسیر کے سورۂ فتح میں ایسا ہی لکھا ہے۔ قال عمر ما شککت فی نبوۃ محمدؐ کشکی یوم حدیبیہ انتہیٰ بلفظہ یعنی عمر نے کہا کہ میں نے نبوت محمد صلعم میں کبھی ایسا شک نہیں کیا جیسا کہ حدیبیہ کے روز میرا شک تھا۔ بتاؤ؟ اب حضرت کے ایمان کا کیا ٹھکانہ رہا کیونکہ مذکورہ آیت تو یہ بتا رہی ہے کہ سچا مومن وہ ہے جو خدا اور رسول پر ایمان لانے کے بعد ثم لم یرتابوا کبھی شک نہ کرے اور حضرت عمر صلح حدیبیہ کے موقع پر شک فی النبوت کرنے کا صریح لفظوں میں اقرار کرتے ہیں تو پھر اس آیت کے خلاف وہ کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں۔

رہا آیت میں حکم جاہدوا کی تعمیل۔ وہ جنگ احد میں روایت بزکوہی سے ثابت وعیاں ہے۔ اور محتاج بیان نہیں۔ اب بتاؤ؟ کوئی انہیں خلیفہ مانے۔ تو کیسے۔ کیونکہ آیت استخلاف تو خلیفہ کیلئے آمنوا وعملوا الصالحات کی ناقابل تغیر شرط پیش کر رہی ہے۔ اور یہ ایمان کی آیت ثم لم یرتابوا کی پابند اور نہ حکم جاہدوا پر قائم۔ تو آپ ہی انصاف کریں اس میں میرا کیا قصور ہے۔ پابندی وہ نہیں کرتے۔ اور عتاب مجھ پر نازل۔ واہ سبحان اللہ

دوستو! مقصود تو ہمارا تمہارا مشترک ہے۔ وہ کیا؟ کہ طلب حق! اور حق وہی ہے جو قرآن بتائے اور حدیث رسول اس کی تائید کرے۔ پھر اس میں خفا ہونے کی بات ہی کونسی ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کر لو۔ اور تدبر سے کام لو۔ جو بزرگ بھی آیت استخلاف کے شرائط اور اس آیت ایمان کے حکم لم یرتابوا وجاھدوا کا صحیح مصداق ہو اس کو بلا تامل خلیفہ مان لو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انی معکم من المصدقین۔ وان اللہ علیٰ ما اقول شہید۔

غرض اب ان آیات اور تمام احادیث مرویہ اہلسنت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے کہ (۱) علی اول المسلمین بالاجماع ہیں (۲) علی علیہ السلام مومن ہیں۔ (۳) یہ کہ علی تمام مومنوں کا امیر اور شریف ہے۔ (۴) علی علیہ السلام مجسم ایمان کل اور کل ایمان ہے۔ (۵) یہ کہ ایمان علی علیہ السلام کے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ پس وہ پیدائش ہی سے مومن ہے۔ (۶) یہ کہ ایمان علی علیہ السلام ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے مقابلہ میں زیادہ وزنی ہے۔ (۷) خدا نے علی علیہ السلام کے ایمان قلبی کو بذات خود امتحان کیا ہے۔ پس آیت استخلاف کی شرط اسلام اور ایمان حقیقی معنوں میں صرف امیر المومنین ہی کی ذات جامع الصفات کیلئے چونکہ مخصوص ہے۔ اسلئے حقیقی معنوں میں خلافت الٰہیہ اور امامت قرآنیہ صرف علیؑ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ معاً بعد از رسول ان کے سواء کوئی دوسرا شخص آیت استخلاف کا مصداق نہیں ٹھہر سکتا۔ ومن خالف بعد ذالک فقد ضل واضل وما لہ فی الآخرۃ من نصیب۔

عمل صالحات علی علیہ السلام آیت استخلاف میں۔ اسلام اور ایمان کے بعد عمل صالحات کی لازمی شرط لگا دی گئی ہے۔ غور وتدبر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شرط بھی صرف ذات بابرکات صالح المومنین علیہ السلام ہی میں موجود تھی۔ اور اسی بناء پر علیؑ قرآن مجید میں صالح المومنین کے معزز نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف میں مسلمان اور پھر مومن بننے کے بعد انہیں حکم ہوا ہے۔ عملوا الصالحات جو اسلام اور ایمان سے علاوہ ایک علیحدہ شرط ہے۔ پس مومنوں میں سے صرف وہی شخص صالح المومنین قرار پا سکتا ہے جو تمام صالحات پر عامل ہو۔ ورنہ

سوا اس کے مومنین میں سے کسی ایک کے لئے صالحیت کی تخصیص بلا مخصص ہو گی۔ جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہؤا کہ قرآن میں علیؑ کو صالح المومنین کے نام سے یاد کیا جانا دلیل ہے۔ کہ جملہ مومنین میں تمام صالحات کا عامل صرف علی علیہ السلام ہے۔ ورنہ بعض صالحات پر تو سبھی مومن عامل تھے۔ پھر صرف ایک کو ان سب میں صالح المومنین کہدینا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ جبتک کہ وہ ایک شخص جملہ صالحات پر عمل نہ کر چکا ہو۔

رہا یہ امر کہ قرآن میں آیت فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوۡلٰہُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ پ ۲۸ ع ۱۹ - سورۂ تحریم میں صالح المومنین خاص علی علیہ السلام کا نام ہے۔ احادیث فریقین اس پر شاہد اور گواہ ہیں۔ دیکھو تفسیر درِ منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ سطر ۶ - ۷ - ۸ جہاں بروایت ابن عباس و بروایت اسماء بنت عمیس اور بروایت علی ابن ابی طالب تینوں روایتیں مرقوم ہیں جنکو علی الترتیب ابن ابی حاتم - ابن مردویہ اور ابن عساکر نے اخراج کیا ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول وصالح المومنین علی ابن ابی طالب یعنی پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کو میں نے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قرآن میں صالح المومنین سے مُراد علی ابن ابی طالب ہے۔ اس روایت کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور متقی نے بھی کنز العمال میں نقل کیا ہے۔

فخر الدین راضی اربعین میں۔ اور امام حافظ ابو نعیم بھی کتاب ما نزل فی علی میں ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ فی قولہ تعالیٰ وصالح المومنین قال ھو علی ابن ابیطالب۔ اللھم صل علی محمد و آلِ محمد۔

اب ان روایات مسلمہ آئمہ اہلسنت سے صراحتہً یہ ثابت ہؤا کہ صالح المومنین قرآن میں خاص علی علیہ السلام کا نام ہے۔ اور یہ تخصیص ان کے لئے اس لئے کی گئی ہے کہ جملہ مومنین میں سے عمل الصالحات کا مصداق خدا کے اور اس کے رسُول کے نزدیک صرف علی ثابت ہوئے ہیں۔ اگر رسُول صلعم نے حدیث میں اس کی تصدیق کی ہے۔ تو خدا نے قرآن میں نص اس پر مہر کر دی ہے۔ اب اس کے بعد تمہارے رونے اور چلانے سے کیا حاصل ہان شرائط آیت استخلاف کے بناء پر تو حقیقی حقدار خلافت الٰہیہ کے وہی علی علیہ السلام ٹھہرے۔ اور یوں چوری یا شورہ شوری اور سینہ زوری۔ قیاسی اور اجماعی ڈھکوسلوں سے بلا لحاظ شرائط آیت استخلاف کسی کو اگر آپ خلیفہ بنا ڈالیں گے تو وہ پھر آپ کا خلیفہ ہوگا۔ خدا کا اور اس کے رسُول کا وہ خلیفہ نہیں کہلا سکتا۔ ولنعم ما قال سر محمد اقبال ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت

(باقی دارد)

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کیلئے سفرا کی ضرورت

چونکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ اکتوبر ۲۶ء بمقام پٹنہ منعقد ہو گا۔ مقاصد کانفرنس کی اشاعت اور وصولی چندہ کیواسطے ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ میں دیانتدار و محنتی پڑھے لکھے سفرا کی ضرورت ہے جن کو معقول تنخواہ دیا جائیگا۔ جو حضرات معاوضہ نہ لینگے انکی آنریری خدمات نہایت استحسان کی نظر سے دیکھی جائینگی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کیواسطے ابھی سے جدوجہد کرنا شروع کیا ہے۔ جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ سے کیجائے۔

سید حسن عباس آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری - آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

عید نوروز

(از رشحات قلم صفوت الافاضل و زبدۃ الاماثل جناب مولوی سید الطاف علی شاہ صاحب سبزواری زاد مجدہم لاہور)

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

اللہ جل شانہ اپنے برگزیدہ پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ اے حبیب ہمارے ذکر کران لوگوں کے سامنے ایام الٰہی کا کیونکہ ان ایام کے ذکر میں ہر صابر و شاکر کیلئے اللہ کی قدرت کے بڑے بڑے کرشمے موجود ہیں۔

ایام جن کا مفرد یوم اور جس کے معنی دن کے ہیں۔ چند اقسام پر منقسم ہیں۔ ایک تو وہ دن ہیں جو حرکت سیارگان سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جن کا زمانہ طلوع و غروب آفتاب کے دوران میں ختم ہو جاتا ہے۔ ایک وہ دن ہیں جو ان یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ۔ کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہیں۔ اور جن کو اصطلاح شریعت میں ایام ربوبیت کہتے ہیں۔ ایک وہ دن ہیں جو بمصداق آیہ مجیدہ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار سال کے برابر ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ان کا نام ایام الوہیت رکھا گیا ہے۔ ان تمام ایام کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے دن فی نفسہ اپنی ذات میں کوئی نحوست و سعادت نہیں رکھتے۔ مگر عوارضات کا اثر ان کی کیفیت کو ضرور بدل دیتا ہے۔ دن وہی ہوتا ہے۔ آسمان وہی۔ آفتاب وہی۔ زمین وہی۔ مگر مشاہدہ گواہ ہے کہ جس دن مطلع صاف ہو اور آفتاب تیزی کیساتھ چمک رہا ہو۔ اس دن کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ جس دن ابر محیط چھایا ہوا ہو یا موسلا دھار مینہ برستا ہو۔ اس دن کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ جس روز تیز ہوا چلتی ہو یا اندھیری کا طوفان برپا ہو اس روز دن کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب معمولی عوارضات یعنی آفتاب کی گرمی۔ باران رحمت۔ اور باد تند کے چھوٹے دنوں کی کیفیت میں تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ بڑے بڑے مہتم بالشان اور مؤثر واقعات ان کی کیفیت کو تبدیل نہ کردیں۔

بعض لوگ دنوں کی نحوست یا سعادت کو ایک وہمی بات خیال کرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید ان کی گواہی دیتا ہے إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ۔ وہ باد تند جس نے قوم عاد کو فنا کیا ایک ایسے نحوست کے دن میں بھیجی گئی جس کی نحوست استمراری تھی۔ اور بالاتفاق امت وہ دن چہار شنبہ کا دن تھا۔ ان ایام کے علاوہ دیگر نحسات کا ذکر بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ مگر یہ دن یَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ کے برابر منحوس نہیں ہیں۔ ایسا ہی جن ایام میں واقعات سعیدہ کا ظہور ہوا یقیناً ان کی سعادت کا اثر دنوں پر باقی رہ گیا۔ پس ایام اللہ سے مراد تمام وہ ایام الٰہی ہیں جن میں ایک خاص شان کیساتھ کوئی واقعہ الٰہی ظاہر ہوا ہو۔ اور آیہ مجیدہ مندرجہ عنوان کے ظاہری الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ ہر ایسے دن کا ذکر کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے ذکر میں ہر صابر و شاکر کیلئے اللہ کی آیتیں موجود ہیں گویا ایام الٰہی کا ذکر کرنا بمفاد آیہ مذکورہ منشاء الٰہی کو پورا کرنا ہے۔

نوروز کا دن یقیناً ایام الٰہی کی فہرست میں داخل ہے۔ اور ان انعامات کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اس دن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو عطا فرمایا ہے۔ اس کی یاد کو تازہ کرنا اللہ کے صابر و شاکر بندوں کا کام ہے۔

جو لوگ اس دن کو مجوس کی عید قرار دیتے ہیں۔ وہ کفران نعمت کرنے کے علاوہ اللہ کی اشرف ترین مخلوق کا دل بھی دکھلاتے ہیں۔ کاش وہ کتب تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کو پتہ چلے کہ مجوسی مذہب ۵۰۲ سنہ یوما میں ایجاد ہوا اور اس سے پیشتر ۲۲۹۲ سنہ یوما تک ایران کے لوگ موحد خدا پرست اور دین حضرت نوح علیہ السلام پر تھے اور یہ دن اس زمانے میں اور اس سے قبل ایک سعید اور متبرک دن سمجھا جاتا تھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عید آتش پرستوں کی عید نہیں بلکہ خدا پرستوں کی عید ہے۔ اگر مجوسیوں نے خدا پرستوں کے ملک میں رہ کر اس کو اپنے مذہب میں شامل کرلیا ہو تو اس سے خدا پرستوں کے دین پر کوئی حرف علید نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ بادی النظر میں نوروز کو مذہب مجوس سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ نوروز وہ دن ہے جس دن آفتاب کی تحویل برج حمل میں ہوتی ہے۔ جو بروج سماوی میں پہلا برج ہے۔ چونکہ خلقت کے بعد اول پہلی حرکت کے وقت یہی برج آفتاب کا محاذی تھا۔ اس لئے حسب آیۂ مجیدہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ آفتاب بارہ بروج میں سیر کرنے کے بعد جب پھر خلقت ارض وسما کے دن برج حمل کے محاذ میں آتا ہے۔ اس دن کو روز تحویل کہتے ہیں۔ اور یہی نام اس دن کا ہمیشہ سے چلا آیا۔ یہاں تک کہ ۲۲۱۹ سنہ یوما میں ایران کے مشہور بادشاہ جمشید نے اسی روز تخت نشین ہونے کے باعث اس کا نام نوروز رکھا۔ چونکہ یہ بادشاہ نے پانچسو یا سات سو برس تک سلطنت کی اور ہر سال اپنی تخت نشینی کا جشن کرتا رہا رفتہ رفتہ لوگ روز تحویل کو نوروز ہی کے نام سے پکارنے لگے۔ تاریخیں شاہد ہیں کہ جمشید مدت العمر تک موحد اور خدا پرست رہا۔ ۴۸۲ یا ۴۸۳ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۹۰۲ سنہ یوما یا ۳۱۰۲ سنہ یوما میں اس نے خدائی کا دعوی کیا اور اپنی صورت کا ایک بت بنوا کر لوگوں کو اس کی پرستش کا حکم دیا۔ مگر اس سے پیشتر ایران کے لوگ جو موحد خدا پرست اور دین حضرت نوح علیہ السلام پر تھے اس روز کو تحویل کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اور اس دن کو ایک سعید اور بابرکت دن جانتے تھے۔ اور عید منایا کرتے تھے۔ یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مذہب مجوس ۵۰۲ سنہ یوما میں ایجاد ہوا۔ لہٰذا یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا کہ نوروز آتش پرستوں کی عید ہے۔

اسلامی دنیا کے ہر شعبہ و ہر صنف کے لوگوں نے اس دن کو متبرک جان کر اس دن عید منائی ہے۔ سلاطین کے سلسلے میں سلطان جلال الدین سلجوقی۔ سلطان خوارزمشاہ۔ معتضد باللہ۔ جلال الدین اکبر بادشاہ وغیرہ وغیرہ۔ برادران اہلسنت کے محترم بزرگان دین بھی جو زمرہ اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس دن کی سعادت اور یمن و برکت کے قائل تھے۔ اور انہوں نے بھی اس دن خوشیاں منائی تھیں معاویہ ابن ابی سفیان نے ہدیۂ سونے چاندی کے برتن اور حلے ایک مرتبہ جناب ابن عباس کو اور ایک مرتبہ جناب سعید بن عاص صحابی کی خدمت میں بھیجے اور انہوں نے قبول کئے۔ (دیکھو کتاب مستطرف۔ ربیع الابرار وغیرہ) جناب امام اعظم کے باپ اور دادا نے اس دن کی خوشی میں جناب امیر المومنین کی خدمت میں فالودہ بھیجا۔ (دیکھو تاریخ خمیس۔ وفیات الاعیان۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ) متوکل عباسی نے باوجودیکہ وہ خانوادہ نبوت کا دشمن تھا۔ اس دن خوشی کی اور عید منائی (دیکھو تاریخ کامل) شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی اپنے تحفہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اکثر خلفاء نے اس دن کو عید قرار دیکر خوشی کی ہے۔

مگر مندرجہ بالا الفاظ کی حقیقت کسی صاحب نظر پر کھل جائے تو یقیناً یہ اعتراض بے بنیاد خیال کیا جائے گا کہ

تمام اسلامی تیوہاروں کے خلاف یہ تیوہار کیوں شمسی حساب سے منایا جاتا ہے ۔ یہ اس لئے کہ بدیہی طور پر یہ دن وہ ہے ۔ جس دن تحویل آفتاب بہ برج حمل ہے ۔ اور چونکہ بہت سے شاندار واقعات سعیدہ کا اسی روز ظہور ہوا مثل خلقت ارض وسماو ابتدائے حرکت آفتاب وغیرہ ۔ لہٰذا تحویل آفتاب کے لحاظ سے لازماً یہ دن شمسی حساب سے ہی منایا جانا چاہیئے ۔ یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ دن ہمیشہ خدا پرستوں کا دن رہا ہے ۔ اور ہم نے بھی اس کو خدا پرستوں سے ہی لیا ہے ۔ بعینہٖ یہی اعتراض اوقات نماز وروزہ پر کیا جا سکتا ہے ۔ جن کو شمسی حساب سے بہت کچھ تعلق ہے ۔ اوقات نماز کا تمام تر انحصار طلوع وزوال وغروب آفتاب پر ہے ۔ علیٰ ہذا روزہ کے اوقات بھی طلوع وغروب آفتاب سے تعلق رکھتے ہیں ۔ پس جب ہم عبادات میں حرکات آفتاب کے پابند اور محتاج بنائے گئے ہیں تو نوروز کے دن پر کوئی اعتراض قایم نہیں رہسکتا ۔

زمرہ علماء میں سے علامہ ثعلبی نے نوروز کی مبارکباد میں اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں خط لکھا ۔ جس کا خلاصہ ترجمہ عرض کیا جاتا ہے ۔ مکمل خط علامہ احمد ہاشمی حنفی نے اپنی کتاب جواہر الادب میں نقل کیا ہے ۔ ترجمہ " یہ دن (یعنی نوروز) دنوں میں ویسا ہی محترم دن ہے ۔ جیسے کہ میرے مولا (یعنی مخاطب) خلق خدا میں ۔ یہ دن زمانہ کے چہرے کا حسن وجمال اور اس کا سرتاج ہے ۔ خداوند عالم میرے مولا (یعنی مخاطب) کیلئے اس نوروز کو جو اپنی برکت کے ساتھ طالع ہؤا ہے سعادت مند کرے ۔ اور آپ کے کل امور میں آپ کے کاموں اور اعمال کو مبارک کرے اس کے قبل کے کل ایام آپس میں ایکدوسرے کے مشابہ ہوتے آئے ۔ مگر یہ دن تازہ صفت کا ہے ۔ اور ان سب سے ممتاز ہے ۔ ان ایام میں سعد ونحس دونوں طرح کے دن تھے ۔ اور یہ محض سعید ہے ۔ نوروز اپنے ان حلّول کو جن کو اس نے اپنے صفات محمودہ سے استعارہ لیا ہے ۔ پھیلائے ہوئے آیا ۔ اور اپنے ان زیورات کو جن کو اس نے اپنی خوبی طبع سے اخذ کیا ظاہر کرتا ہؤا آیا اور اپنی نورانیت کو جس کو اس نے ایام کی خوبیوں سے پہن لیا ہے ۔ اپنے ساتھ لایا ۔ اور اپنے ان قطرات باران رحمت کو جن کو بخشش وانعام سے اقتباس کیا ہے اپنے ہمراہ لایا ۔ میرے مولا (یعنی مخاطب) آپ کی فصل ربیع (یعنی وجود بابرکت) جس کے دانت شگ نہیں ہوتے ۔ اور جس کے پھل قطع نہیں ہوتے ۔ اور جس کے پھول سرسبز وشاداب رہتے ہیں ۔ ہمیشہ اوامر ونواہی اور بلند وارفع رہے ۔ (یعنی آپ کا وجود باقی اور ہدایت اس سے جاری اور اس کیلئے علو وبرتری رہے) "

اب ہم ذیل میں چند واقعات سعیدہ کا ذکر کرتے ہیں جن کی بناء پر حسب ارشاد آئمہ طاہرین اہل شیعہ اس دن خوشی مناتے ہیں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

(۱) ۔ یہ دن وہ ہے جس دن خداوند عالم نے آسمان وزمین ۔ آفتاب وماہتاب اور ستاروں کو خلق فرمایا ۔

(۲) ۔ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنے بندوں سے اپنی ربوبیت اور انبیاء واوصیاء کی رسالت وامامت پر عہد ومیثاق لیا ۔

(۳) ۔ یہ وہ دن ہے جس دن آفتاب نے پہلی مرتبہ طلوع ہو کر اطراف عالم کو روشن کیا ۔

(۴) ۔ یہ وہ دن ہے جس دن پہلی مرتبہ وہ ہوا چلی جو اشجار میں طاقت نمو پیدا کرتی ہے ۔ اور شگوفہ اور پھل پھول لاتی ہے ۔

(۵)۔ یہ وہ دن ہے جسدن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔

(۶)۔ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے بُت توڑے۔

(۷)۔ یہ وہ دن ہے جس دن وہ تیس ہزار انسان جو بخوف طاعون گھروں سے بھاگے اور جنگل میں پہنچ کر مر گئے۔ اور حضرت خرقیل کی دعا اور پانی چھڑکنے سے پھر زندہ ہو گئے۔

(۸)۔ یہ وہ دن ہے جس دن رسول پاک پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ اور آپ مبعوث برسالت ہوئے۔

(۹)۔ یہ وہ دن ہے جس دن سرور عالم نے جناب امیر المومنین ع کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور انھوں نے خانہ کعبہ کے بُت توڑے۔

(۱۰)۔ یہ وہ دن ہے جسدن خم غدیر میں حضرت ص نے علی ع ابن ابی طالب کو اپنا جانشین بنایا۔

(۱۱)۔ یہ وہ دن ہے جسدن رسول اللہ نے حضرت علی کو جنات سے بیعت لینے کیلئے بھیجا اور انہوں نے بیعت لی۔

(۱۲)۔ یہ وہ دن ہے جسدن حضرت علی ع خوارج نہروان پر غالب آئے۔

(۱۳)۔ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت علی ع مسند خلافت ظاہری پر رونق افروز ہوئے۔

(۱۴)۔ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ ظہور فرمائیں گے

(۱۵)۔ یہ وہ دن ہے جس دن حضرت مہدی علیہ السلام دجال پر فتح پائیں گے۔

(۱۶)۔ یہ وہ دن ہے جسدن تحویل آفتاب بہ برج حمل ہوئی۔ اور حسب روایات یہی وہ دن ہے جس دن ابتدائے خلقت عالم ہوئی۔

بفرض محال اگر سلاطین عالم کو تخت نشینی کے باعث اسدن خوشی منانے کی ایک وجہ تھی تو ہمارے لئے اسدن خوشی منانے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ اس دن غسل کرنا۔ نفیس اور پاکیزہ لباس پہننا۔ خوشبو لگانا۔ روزہ رکھنا نماز مستحبی ادا کرنا۔ دعا اور شکر نعمت خدا کرنا باعث ثواب ہے۔

قصیدہ

(از نتیجۂ فکر جناب مرزا ابو محمد صاحب اشک لکھنوی سدمنزل لاہور)

مژدہ نوروز کا لیکر جو بہار آئی ہے ✻ جابجا ہر باغ میں بلبل یہ پکار آئی ہے
دست مشاطۂ صنعت تری اب بار آئی ہے ✻ سجدے ہر گل بھی جو تیرا نکو سنوار آئی ہے
زر فشانی سے تری صاف یہ ہوجائے عیاں ✻ آسمان تا رنگ لیکر اتر آیا ہے یہاں

زر ورق شاخوں کو آج چڑھا دے صنعت ✻ دولت مخزن قدرت کو لٹا دے صنعت
سارے گلزاروں کو دلہن سا بنا دے صنعت ✻ باغ فردوس سے ان سب کو بڑھا دے صنعت
کاربندی کی تری دھوم ہو کل عالم میں ✻ نقشہ جنت کا ہو جمشید کے جام جم میں

۳؎ پتے پتے پہ لکھا حیدرِ صفدر ہوئے ٭ دامنِ گل میں بہار سب زر و گوہر ہوئے
زلفِ سنبل میں لگا عطرِ گل تر ہوئے ٭ نو عروسِ چمن ہر ایک معطر ہوئے
خسروِ نامیہ کی ہوئے نظارت ساری ٭ بہر میں ہر اک شجرِ گل کی ہو خلعت بھاری

۴؎ جام ہر اک مئے گلگوں سے چھلکتا ہوئے ٭ پنجۂ نازکِ ساقی میں لچکتا ہوئے
طیبِ گل ہائے بہشتی سا مہکتا ہوئے ٭ مثلِ خورشید جہانتاب چمکتا ہوئے
باغ میں جا نہ ملے جام و خمِ ساغر سے ٭ کاش کہ بھی لائی گئی ہو کوثر سے۔

۵؎ ساقیا آج ہی کو دن تھی کبھی عید غدیر ٭ بادشاہِ دو جہاں کا ہوا تو آج وزیر
مومنوں کا ہے بنا اسلئے تو اصل امیر ٭ تھا اس منصب عالی کے لئے تیرا نظیر
نور الفت ترا جس دل میں نہیں ناری ہے ٭ اپنے ہاتھوں سے پلا۔ آج تیری باری ہے

۶؎ ایک دشمن بھی گیا ہے ترا مارا ساقی۔ ٭ بازی وہ آج خلافت کی ہے ہارا ساقی۔
اُس کا غضب میں دریا تھا اشارا ساقی ٭ تو ہے اللہ و پیمبر کا پیارا ساقی۔
مے مودت کی پلا آج تو جی بھر بھر کے۔ ٭ ہم غلاموں میں ہیں محبوب ترے ہی در کے۔

۷؎ جام میں ہوئے عیاں نغز لبالب ساقی ٭ بادہ خور بیٹھا ہے ہر ایک مؤدب ساقی۔
خود بلا کر تو پلا۔ ہے یہی انسب ساقی ٭ آج چمکا ہے تیرے بخت کا کوکب ساقی۔
تاجِ زیبائے خلافت ہے ملا قدرت سے ٭ جس کو پہنایا ہے احمدؐ نے بڑی الفت سے

مئے ولا کی۔ جو ہو ساقی۔ تو ہو جام عرفان ٭ خم نوری ہو تو پیمانۂ مہرِ ایمان۔
پی ازل میں بھی۔ پر اسوقت بھی ہو نشۂ دہقان ٭ کروں تجدید میں بیعت کی۔ پلا۔ کر احسان۔
جام پر ایک۔ نہ ہوگا مجھے کافی مولا۔ ٭ چودہ ساغر میں پیئوں جب تو ہو نشہ پورا

پی کے ایمان بھی اور دین بھی کامل ہو جائے ٭ نورِ عرفان سے لبالب یہ مرا دل ہو جائے
معرفت حق کی بھی اس نشہ میں حاصل ہو جائے ٭ پی کے آسان میری قبر کی مشکل ہو جائے
نہ ہے دنیا کی کوئی فکر نہ اندیشہ ہے
بس ثنا خوانی تیری۔ اشک کا اب پیشہ ہے

جناب سید مہتاب شاہ صاحب کے فاتحہ چہلم کی مختصر روئداد

{جناب ملک فتح محمد خان پٹواری نہرو سیکرٹری انجمن}

جعفری الشیرازی درگاہی والا تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کا دن موضع درگاہی والا کیلئے اپنی نوعیت میں ایک خاص دن تھا جبا دات نظام و مومنین کرام ضلع گوجرانوالہ ضلع گجرات ضلع سیالکوٹ وغیرہ سے برائے فاتحہ خوانی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ۲۸۔ ۲۹ جنوری کو بشمولیت جناب آقا نامدار سید خان محمد شاہ صاحب مجسٹریٹ کھانوالی اور جناب سید محمد ابن شاہ صاحب اسیدوار سب انسپکٹر پولیس لائلپور و دیگر عہدہ داران انجمن فیضی حسینی وغیرہ مجلس وعظ منعقد ہوا کی اور رسم فاتحہ خوانی باحسن الوجوہ ادا کی گئی سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب اور انکے ہر دو بھائیوں نے مہمانوں کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کا اٹھا نہیں رکھا۔ اس گاؤں اور گرد و نواح کے مومنین کیلئے آپکا وجود

عروجِ معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از رشحات قلم عمدۃ المتکلمین افتخار المحدثین جناب مولانا مولوی السید محسن علیشاہ صاحب سبزواری مدظلہ لاہور)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حاصل آیۂ مجیدہ کا یہ ہے۔ کہ سیر کرانے والا خداوند عالم اور سیر کرنیوالے رسول ہیں الٰہی سیر کی کیفیت کو کون جان سکتا ہے۔ اسی واسطے محققین کا قول ہے کہ احادیث واردہ بابت معراج میں اکثر استعارات اور اشارات ہیں۔ لفظ مراد نہیں ہیں۔ قرآنی فلسفہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نور) کہا گیا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ پ ۶ ع ۷۔ تمہاری طرف اللہ کی جانب سے نور اور کتاب مبین آچکے ہیں۔ اور بہت سے آیات مجیدہ میں حضور انور کو قرآن مجید میں نور فرمایا گیا ہے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سراپا نور ہیں تو کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ نور ہر جگہ جا سکتا ہے اور آسکتا ہے۔ جتنے عرصہ میں جائے اور آئے ممکن الوقوع ہے۔ آیۂ مجیدہ مرقومہ بالا سورۂ بنی اسرائیل کے الفاظ سے صاف اور صریح طور سے معراج جسمانی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندہ کو۔ عبد۔ یعنی بندہ شخصیت پر اطلاق ہوتا ہے شخص روح معہ بدن مشخص ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں لفظ عبد یا عباد سے لوگ مخاطب ہوئے ہیں مراد وہاں شخصیت روح معہ بدن ہے۔ تو اللہ پاک نے سیر کرائی اپنے بندہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو جس سے وجود ذیجود معہ روح پر فتوح مراد ہے۔ نہ صرف روح بلا بدن۔ افسوس ہے کہ ایسی صریح اور صاف بات کو بھی حضرات معترضین نے بلا اعتراض نہیں چھوڑا۔ اگرچہ اعتراض کرنے پر خود غلطی پر ہوں۔ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ عبد کا اطلاق فرشتوں پر ہوا ہے اور چونکہ فرشتے محض روح ہیں۔ اس واسطے اس مقام پر بھی عبد سے مراد صرف روح ہو سکتی ہے۔ ان معترضین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ عالم یا علیم کا لفظ خداوند عالم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ذات پاک قدیر ازلی بسیط محض ہے۔ بلکہ البسیط البسائط تو جب ہم ایسے لفظ کو ایک مرکب جسم کی طرف مضاف کریں اور کہیں زیدٌ عالمٌ یا زیدٌ علیمٌ تو مراد ان الفاظ سے کیا ہوگی۔ زید کی روح یا زید کی شخصیت ما ہو جوابکم فہوا جوابنا۔ اصل یہ ہے کہ الفاظ کسی کی طرف مضاف یا منسوب ہو کر مفہوم پیدا کرتے ہیں مثال کے طور پر ایک لفظ عالم کو ہم کئی جگہ مضاف کرتے ہیں۔ ہر نسبت اور ہر اضافت پر ایک علیحدہ مفہوم ہوگا۔ پنڈت[1] گردہاری لال عالم ہیں۔ پادری فنڈر صاحب[2] یا پادری عبداللہ صاحب بڑے عالم ہیں۔ مولوی[3] غلام دستگیر صاحب مرحوم بڑے عالم تھے۔ حکیم محمود[4] خان صاحب مرحوم عالم تھے۔ حضرت امیر[5] المومنین علی علیہ السلام عالم تھے حضرت[6] رسول علیم ہیں اللہ پاک[7] عالم ہے۔ ایک لفظ کو سات جگہ منسوب کیا گیا۔ منسوب الیہ کا مفہوم دوسرے سے علیحدہ ہے۔ تو لفظ عبد جب ملائکہ کی طرف مضاف ہو مراد اس سے روحانیین ہونگے اور جب انسانوں کی طرف منسوب ہو تو مراد اس سے شخص معین بدن معہ روح ہے۔ ایسے ہی لفظوں کے الٹ پھیر میں اسلام میں بہت سی غلطیاں واقع

ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید کے ستائیسویں پارہ میں سورۂ مبارکہ والنجم کے چند آیات میں معراج کا ذکر ہے۔ اور ان آیات مجیدہ سے صاف طور پر معراج جسمانی ثابت ہوتا ہے جس میں شک و شبہ کو ہرگز دخل نہیں ہے۔ پہلی آیت ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ پھر قریب ہوا اور بہت قریب دو کو نے کمان کے فاصلہ کی برابر یا اس سے بھی کم۔ اس قرب سے قرب مکانی مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ذات احدیث کسی مکان میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ مراد اس قرب سے قرب اتحادی قرب شرافتی قرب درجاتی ہے۔ یعنی ایک ممکن الوجود نے واجب الوجود سے قرب اتحادی اس قدر حاصل کیا کہ واجب اور ممکن میں صرف دو کمان کا فاصلہ رہ گیا۔ معنی اس قرب اتحادی کے یہ ہیں کہ اس ممکن الوجود کا محب واجب الوجود کا محب ہوگا۔ اور واجب الوجود کا محب اس ممکن الوجود کا دوست ہوگا۔ اس ممکن الوجود کا مطیع واجب الوجود کا مطیع قرار پائے گا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اس کا دشمن خدا کا دشمن اس کا دوست خدا کا دوست۔ جس کو یہ بخشے خدا بخشے گا۔ اسی طرح رسوم عرب میں یہ امر داخل تھا کہ دو آبادیوں کے سردار جب باہم متحد ہوتے تو ان کے کمال اتحاد کی یہ نشانی ہوتی تھی۔ کہ ان میں سے ہر ایک اپنے کمان کو ہاتھ میں لیکر ان کے گوشے ملا دیتے تھے۔ پھر ان میں سے ایک کا فیصلہ دونوں کا فیصلہ اور ایک کا حکم دونوں کا حکم خیال کیا جاتا تھا۔ قاب قوسین اسی رسم کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ پس وحی کی پروردگار نے اس حالت میں اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی۔ کوئی خاص راز و نیاز کی باتیں تھیں جن کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ تیسری آیت ماکذب الفواد ما رای۔ جو کچھ آنکھ نے دیکھا دل نے تصدیق کیا۔ یعنی خواب کی بات نہ تھی۔ آنکھیں بیداری میں دیکھتی تھیں اور دل بیداری میں تصدیق کرتا تھا۔ چوتھی آیت ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ۔ بیشک دیکھا رسول نے جبرئیل کو دوبارہ۔ کہاں دیکھا۔ پانچویں آیت عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماویٰ۔ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جس کے پاس بہشت ہے۔ سدرہ کی کیا حالت تھی چھٹی آیت اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ۔ جبکہ سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا۔ یعنی انوار الٰہی نے سدرہ کو گھیرا ہوا تھا۔ ساتویں آیت ما زاغ البصر وما طغیٰ یعنی اس وقت باوجود موجود ہونے انوار الٰہی کے پیغمبر علیہ السلام کی آنکھ نے نہ خیرگی کی اور نہ دیکھنے سے بہکی۔ واضح رہے کہ آیہ مجیدہ میں جو لفظ بصر ہے۔ وہ ایسی آنکھ کو کہتے ہیں جو جسم میں ہے۔ آٹھویں آیت لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ۔ بے شک پیغمبر علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے بڑے بڑے نشان دیکھے۔ ان تمام آیات مجیدہ میں کہیں خواب یا خیال یا صرف روحانی سیر کا ذکر تک نہیں ہے ہم اس مقام پر جو الفاظ سیر جسمانی پر خاص دلالت کرتے ہیں بطور خلاصہ درج کرتے ہیں پیغمبر خدا نے جو کچھ شب معراج آنکھ سے دیکھا دل نے تصدیق کیا۔ پیغمبر نے دوبارہ جبرئیل کو سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا۔ اور جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب تھا وہ بھی حضور نے دیکھا حضور کے جسم کی آنکھ نے سدرۃ المنتہیٰ پر انوار الٰہی کو دیکھا آنکھ نہ چندھیائی نہ آنکھ نے دیکھنے سے سرکشی کی۔ یہ تمام الفاظ جن پر نشان دیا گیا ہے صاف معراج جسمانی پر دلالت کرتے ہیں۔ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ واقعہ معراج کی احادیث بکثرت ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ بلکہ پنجابی اشعار میں یہ واقعہ نظم ہو کر طبع ہو چکا ہے۔

البتہ حدیث شریف جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ شب معراج جو کلام رب العزت کی طرف سے القا ہوا

وہ علی علیہ السلام کے لب ولہجہ میں تھا درج کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے ایک زمانہ میں اس حدیث شریف کے اسناد کو بڑے جدوجہد اور محنت سے جمع کیا تھا۔ وھو ہذا۔ سند حدیث کلام فرمانا خداوند عالم کا شب معراج جناب رسول سے بہ لب ولہجہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بطریق امامیہ اثنا عشریہ۔

یقول الفقیر الی ربہ الغنی علی[1] صدر الدین بنی احمد نظام الدین حدثنی والدی السید الاجل احمد نظام[2] الدین عن والدہ سید الجلیل محمد[3] معصوم عن شیخہ المحقق المولی محمد[4] امین الاسترابادی عن شیخہ طراز المحدثین مرزا محمد[5] استرابادی عن السید ابی محمد[6] حسن قال حدثنی ابی علی[7] عن ابیہ منصور غیاث الدین[8] استاد البشر عن ابیہ محمد[9] صدر الحقیقت عن ابیہ منصور[10] غیاث الدین عن ابیہ محمد[11] صدر الدین عن ابیہ ابراہیم[12] شرف الملۃ عن ابی محمد صدر[13] الدین عن ابیہ اسحاق[14] غزنوی عن ابیہ علی ضیاء[15] الدین عن ابی زین[16] الدین عن ابیہ ابی الحسن[17] عن ابیہ خطر الدین[18] عن ابیہ علی الحسن[19] جمال الدین عن ابیہ جعفر الحسین[20] العزیز عن ابیہ ابی سعید[21] علی عن ابیہ ابی ابراہیم[22] زید الاعشم عن ابیہ ابی شجاع[23] علی عن ابیہ ابی عبد اللہ[24] محمد عن ابیہ ابی عبد اللہ جعفر[25] عن ابیہ احمد[26] السکین عن ابیہ جعفر[27] عن ابیہ ابی جعفر محمد[28] عن ابیہ زید[29] الشہید عن ابیہ علی زین العابدین[30] علیہ السلام عن ابیہ الحسین[31] علیہ السلام عن ابیہ امیر المومنین علی[32] ابن ابی طالب علیہ السلام۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یقول وقد سُئِلَ بایّ لغتٍ خاطبک ربک لیلۃ المعراج قال خاطبنی ربی بلسانِ علیٍّ فَالھمنی اَنْ قلتُ یا ربِ خاطبتنی ام علیٌّ فقال یا احمد انا شیئٌ لیس کالاشیاء ولا اُقاس بالناس ولا اوصف بالشبہات خلقتک من نوری۔ وخلقت علیًا من نورک اطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد فی قلبک اَحَبَّ عن علی ابن ابی طالب فخاطبتک بلسانہ لیطمئن قلبک انتہیٰ۔ سند حدیث موصوف بطریق اہلسنت والجماعت ابوالموید الموفق ابن احمد خوارزمی المعروف بہ اخطب خوارزم نے یہ حدیث اپنی کتاب مناقب امیر المومنین کے آٹھویں باب میں اس طرح نقل کیا ہے۔

اخبرنا ابوالقاسم نصر بن محمد بن علی بن زیزان المصری قال حدثنا والدی ابوبکر محمد قال حدثنا ابوعلی عبد الرحمن بن محمد بن احمد نیشاپوری قال حدثنا احمد بن محمد بن عبد اللہ النابجی البغدادی قال حدثنا محمد بن جریر الطبری قال حدثنا محمد بن حمید الرازی قال حدثنا العلاء بن الحسین الہمدانی قال حدثنا لوط بن یحییٰ ازدی عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الی آخر الحدیث بلفظہ انتہیٰ۔

مفصل ترجمہ ہر دو روایت کا یہ ہے۔ کہ جناب رسالتمآب سے سوال کیا گیا کہ شب معراج پروردگار نے کس زبان میں آپکے ساتھ کلام فرمایا۔ پس فرمایا جناب رسول نے کہ کلام فرمایا باری تعالیٰ نے میرے ساتھ شب معراج زبان ولہجہ علی ابن ابی طالب میں یعنی بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ خداوندا کہ تو نے خطاب فرمایا میرے ساتھ یا علی نے۔ پس فرمایا اللہ پاک نے اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ میں موجود ہوں مگر کسی چیز کے مانند نہیں ہوں

نہ مجھ پر کسی چیز کا قیاس کیا جاتا ہے۔ نہ کوئی چیز میری مشابہ ہے۔ پیدا کیا میں نے تجھ کو اپنے نور سے اور پیدا کیا علی کو تیری نور سے میں مطلع ہوا تیری اسرار قلب سے نہ دیکھا میں نے کسی چیز کو تیرے دل میں جو دوست تر ہو علی سے بس کلام کیا میں نے تیرے ساتھ علی کے لہجہ میں تاکہ تیرا دل مطمئن رہے۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ الطاہرین ٭

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

خدائے عزوجل کا صد شکر ہے۔ کہ اس قادر مطلق نے ہم سیاہ کاروں کی دعا کو مستجاب فرمایا۔ اعانت شیعہ مدرسۃ الحفاظ کی تھوڑی سی تحریک نے احباب کے مذہبی جوش کو بہت ابھار دیا۔ قوم خداوند کریم کے فضل و کرم سے گہری نیند سے بہت جلد کروٹ بدلنے کو ہے۔ اور اب وہ زمانہ قریب آرہا ہے کہ اسباب مدہوشی کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے دوش بدوش کھڑی ہو جائیگی۔ اگر خدانخواستہ قوم بیدار نہ ہوئی اور غفلت و بے پرواہی کا پردہ اپنی آنکھوں کے سامنے یونہی پڑا رہا تو یقیناً قلیل مدت میں تختہ پلٹ جائے گا۔ جس سے نہ صرف جان و مال کو نقصان پہنچے گا بلکہ دین و مذہب بھی اندیشہ سے بے خطر نہ رہے گا۔ زمرۂ احباب میں سے جناب اللہ دتا صاحب عرب اور جناب ظفریاب حسن صاحب ترقی نقشہ نویس زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ان کرمفرماؤں نے خدمت دین مبین کے لئے اپنی کمر ہمت کو باندھ لیا ہے۔ اول الذکر نے مدرسہ مذکور کی ممبری کو خود بھی منظور فرمایا اور اپنے زیر اثر احباب کو بھی ممبر بنایا ہے اور مؤخر الذکر نے نہ صرف مدرسہ کی ممبری منظور فرمائی نہ صرف احباب کو ممبر بنایا بلکہ الحافظ کے جدید خریدار دیکر اپنے لئے توشۂ عاقبت پیدا کر لیا ہے۔ ان حضرات نے ایک ایک سال کے چندہ کی رقوم بھی بھیجدی ہیں۔ اور ہم آئندہ کیلئے توجہ دلانے میں اگر احباب کی توجہات گرامی اسی طرح ہمارے شریک حال رہیں تو کامیابی کا سامنے آجانا کوئی بعید امر معلوم نہیں ہوتا۔ پھر کیا تعجب ہے کہ ایک تعلیمگاہ ہم علیحدہ کھول لیں۔ اس وقت مدرسہ کی حالت بہت اچھی ہے۔ تعلیم باقاعدہ ہو رہی ہے۔ آئندہ جو خدا کو منظور۔

(تفصیل آمد و خرچ شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ)

آمدنی	خرچ
بقایا سابقہ ۶۰ / ۵ / ۹ — داخلہ ۳ — عطیہ ۶ / ۱۲	تنخواہ معلم بابت ماہ فروری ۱۹۲۶ء — ۱۱
	نیل مٹی — ۳
چندہ ۲۳ / ۸ / ۹ — میزان ۹۳ / ۴ / ۹	میزان ۱۶ / ۴

بقایا

۷۷ / ۵

خادم الثقلین

حکیم شیخ بہار حسین سیکرٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی و شعبۂ مدرسۃ الحفاظ لاہور

التقریظات

نہایت خوب صورت اور بابرکت تحفہ

ایک خوشنما اور نہایت چھوٹا نگینہ نیلم بغرض ریویو دفتر میں پہنچا ہے جس پر کمال صنعت ۔ بجید صفائی ۔ حد درجہ کی دیدہ ریزی ۔ انتہائی کاریگری اور محنت شاقہ سے سورۂ توحید کھود گئی ہے ۔ جو سرسری نظر ڈالنے سے صاف پڑھی جاتی ہے ۔ احباب اس نگینہ کو ضرور منگائیں ۔ انگشتری میں جڑوائیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے گلوں میں حمائل کریں ۔ جملہ خوبیوں کے باوجود فی نگینہ ہدیہ صرف ایکروپیہ علاوہ محصولڈاک یکمشت پانچ نگینوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف ۔

ملنے کا پتہ ۔ منیجر کارخانہ نمبر ۲ نگینۃ النسا اسٹریٹ پانی پت (پنجاب)

مناظرہ حیدر آباد دکن ۔ یعنی عریضۂ خاور موسومہ بہ معروضات مستنیر بجواب ارشادات منیر جس کو جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب گورگانی مصطفوی چشتی دہلوی نے مسلمانوں کی ترقی و اصلاح کے لئے تالیف فرمایا ہے جس کے مطالعہ سے ایک منصف مزاج محقق کسی مفید نتیجہ پر نہایت آسانی سے پہنچ سکتا ہے اور اس پر حق و باطل خوب ظاہر ہوجاتا ہے ۔ قیمت صرف ۵ر

مرزا احمد سلطان گورگانوی تراہا بہرام خان دہلی سے طلب کرو

حکیم حاذق ۔ یہ طبی رسالہ جناب حکیم محمد حسین صاحب مؤحد مرہم عیسیٰ زاد مجدہ کی ایڈیٹری کا رنگ لئے ہوئے ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ ارض لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ اس کے دو نمبر ماہ جنوری و فروری ۔ دفتر الحافظ میں موصول ہوئے ہیں ۔ انکو متعدد مقامات سے دیکھا گیا ۔ مطالعہ سے نسخے واقعی اچھے معلوم ہوتے ہیں جو طبیب اور غیر طبیب کے لئے بہت مفید ہیں ۔ یقین ہے کہ یہ طبی رسالہ بہت جلد ترقی کرے گا اور دیگر طبی جرائد کے دوش بدوش چل کر ملک کو فائدہ پہنچائے گا ضخامت رسالہ ۳۲ صفحات چندہ سالانہ ۸عہ

صدائے درا ۔ منظومہ صفوۃ الافاضل زبدۃ الاماثل جناب المولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیرآبادی زاد مجدہم کے اکثر مقامات کو دیکھا اور پڑھا ۔ جس میں فضائل و مناقب حضرات آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین درج ہیں ۔ سچ ہے تلامیذ الرحمٰن قوت الہالی سے دریا کو کوزہ میں بند کرکے دکھلا دیتے ہیں ۔ اگر خداوند عالم کو منظور ہے تو یہ کتاب دیکھنے والوں کو ایک واعظ اور ناصح کا کام دیگی ۔ یہ منظوم کتاب اہل علم و نظر و ارباب فہم و فراست کے

مذہب حقّہ شیعہ کے لئے چند قابل قدر اور مفید کتابیں

حقیقت مذہب حنفیہ بجواب حقیقت مذہب شیعہ

مؤلفہ حاجی ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر جھنگ سیالوی (سابق حنفی سنی) حال ہی میں ملا نظام الدین ملتانی ثم وزیر آبادی نے ایک رسالہ حقیقت مذہب شیعہ شائع کیا۔ اس میں سراسر جھوٹ۔ کذب۔ بہتان۔ افترا کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ چونکہ اس رسالہ سے مسلمانوں میں مذہب شیعہ کی نسبت نفرت و حقارت پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا جناب صابر صاحب نے اس کا دندان شکن جواب لکھا اور مخالف کے رگ و ریشہ کو کاٹ دیا۔ کہ قیامت تک سر اٹھانے کی ملا صاحب کو طاقت نہ رہے گی۔ اس میں مذہب حنفی سنی۔ اہلحدیث کی حقیقت اور اصلی فوٹو دکھایا گیا ہے۔ اور فقہ حنفیہ کے مسائل کے اسرار کو طشت از بام کیا گیا ہے۔ اور حقانیت مذہب شیعہ کو قرآن شریف و دیگر کتب معتبرہ اہلسنت سے روز روشن کی طرح روشن کیا گیا ہے۔ مذہب شیعہ اور مذہب حنفی کا اس طرح مقابلہ کیا گیا ہے کہ ہر ایک محقق و مبصر اور منصف مزاج مسلمان عش عش کر اٹھے گا۔ اور حنفی شخصی تقلیدی زنجیروں کو توڑ کر فوراً کشتئ نوح آل سیدنا محمد صلعم پر سوار ہو جائیگا اور متمسک الثقلین ہو کر صراط مستقیم حاصل کریگا۔ کتاب قابلدید ہے۔ قیمت ۸ر

انوار القرآن

مؤلفہ حاجی ڈاکٹر نور حسین [illegible] صاحب صابر [illegible]

اس رسالہ میں روئیداد مباحثہ جھنگ شیعوں کا [illegible] عقائد علمائے کرام شیعہ فیصلہ قرآنی۔ جواب [illegible] مذہب سنی اور شان قرآن۔ اعتراضات ملا ملتانی مصنف [illegible] اسلام کے جوابات کتب سنت و اقوال ائمہ معصومین سے دئے گئے ہیں۔ اور ثابت

کیا گیا ہے کہ موجودہ قرآن شریف مذہب شیعہ منزل من اللہ غیر محرف اور قابل سند اور واجب العمل ہے۔ اور سنیوں کے ایمان بالقرآن پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ [illegible] ایمان موجودہ قرآن پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ رسالہ [illegible] کے لئے ضیاء چشم حرز جان اور مخالفین کیلئے رہبر کامل قیمت فی جلد [illegible]

فلسفۃ الاسلام

مصنفہ اعلیحضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعۃ حجۃ [illegible] نائب امام صدر المفسرین جناب علامہ السید علی الحائری صاحب مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی) جسمیں نبوت و رسالت و اسلام کی جملہ مسائل [illegible] کا مکمل فلسفہ اور اس کے ہر ہر مسئلہ کی گوناگوں خوبیوں کا ایسا مدلل بیان کیا [illegible] ہر سلیم العقل ایکمرتبہ ملاحظہ کرنیکے بعد اسلام تسلیم کئے بغیر ہین نہیں لے سکتا جو ہماری ناچیز کوششوں سے حسن اہتمام تک پہنچا ہے محققین اور علماء طبقہ سے امید کامل ہے کہ اس جوہر بے بہا کی خریداری میں [illegible] فرماوینگے تقطیع $\frac{22 \times 18}{8}$ کے ۱۸۰ صفحات سفید اعلیٰ کاغذ پر یہ کتاب [illegible] ہوئی ہے لکھائی چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے۔ باوجود ان تمام محاسن و خوبیوں کے قیمت بہت کم کیگئی ہے۔ تاکہ ہر فرد و لبشر اس کو خرید [illegible] اور فائدہ اٹھا سکے قیمت ۱۲ر

نماز اثنا عشری باترجمہ معہ اصول دین۔

اس میں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام۔ اصول دین [illegible] دین۔ نجاسات غسل۔ طہارت وغیرہ وغیرہ درج کئے گئے ہیں اور اوقات نماز و نقشہ شکیات نماز بھی شامل ہیں لہٰذا لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے بالکل آسان اردو میں تیار کی گئی ہے کاغذ۔ چھپائی اور لکھائی نہایت اعلیٰ ہے۔ ٹائیٹل رنگین [illegible] ۶۸ صفحہ قیمت صرف ۳ر

ملنے کا پتہ: تمام خوستان مندرجہ ذیل — منیجر کتب خانہ اثنا عشری لاہور معرفت موچی دروازہ [illegible] ملنے کا پتہ

[illegible]